[illegible] ۵۵ مسروقہ تصور ہوگی

اُردو کی دوسری کتاب

(لڑکیوں کے لئے)

منظور شدہ محکمہ ہائے تعلیم پنجاب دہلی وغیرہ

برائے اسلامیہ مدارس

انجمن حمایتِ اسلام، لاہور

سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء

Edition 12 ۳,۰۰۰

اُردو کی دوسری کتاب (زنانہ) کی منظوری
کے متعلق
بعض سرکاری گشتی مُراسلوں کے حوالے

پنجاب - سی - ایم نمبر ۲۰۴۲/بی مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۲۷ء

دہلی اور اجمیر مارواڑہ سنٹرل انڈیا - سرکلر نمبر ۱۰۱۵

مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۱ء

۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خُدا کو نہ بھُولو

یہُودی ۔ پارسا

ایک فقیر خدا پر بھروسہ کرکے جنگل میں جا بیٹھا۔ تھوڑے دِنوں کے بعد ایسا موقع آیا۔ کہ فقیر کو روٹی نہ ملی۔ وُہ ایک دِن بھوکا رہا۔ آخر بھُوک سے گھبرا کر شہر میں آیا اور ایک یہُودی کے دروازے پر جا کر سُوال کیا۔ مکان

والے نے تین روٹیاں بھیج دیں۔ فقیر وہ روٹیاں لے کر جنگل کی طرف چلا۔ اس گھر کے کُتّے نے پیچھا کیا اور دُور تک بھونکتا چلا گیا۔ فقیر نے ایک روٹی اُس کے آگے پھینک دی اور آگے چلا۔ کُتّے نے روٹی کھا کر پھر فقیر کا پیچھا کیا۔ فقیر نے باقی بچی ہوئی روٹیاں بھی اُس کے آگے ڈال دیں۔ لیکن کُتّے نے جنگل تک اُس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ فقیر نے کہا۔ او بے حیا! تجھ کو شرم نہیں آتی؟ کہ آٹھ پہر میں یہ روٹیاں تیرے مالک کے گھر سے مجھ کو ملیں۔ وہ سب تُو نے ہی کھالیں۔ اب میرے پاس کیا ہے، جو تُو ساتھ لگا چلا آتا ہے؟ کُتّے نے جواب

دِیا۔ اَے پارسا! مُجھ سے زیادہ تُجھ کو شرم آنی چاہیئے۔ ذرا غور تو کر! کہ مَیں کئی برس سے اِس یہودی کے گھر میں رہتا ہُوں اور دُوسری جگہ نہیں جاتا۔ تُو خُدا کے دروازے پر بیٹھ رہا تھا، لیکن آٹھ پہر ہی میں بھُوک سے اِس قدر گھبرا گیا۔ کہ یہودی کے دروازے پر چلا آیا۔ اب تُو ہی اِنصاف کر کہ بے حیا کون ہے؟

جو مخلوق اپنے خالق کو یُوں بھُول جائے، اُس کو بے حیائی کا اِلزام کیوں نہ دیا جائے؟

پیارے رسُول کی پیاری باتیں

ذِکرِ الٰہی۔ وِرد۔ باعثِ ذِکرِ خیر۔ ملامت۔ اَولئے تر

ہمارے رسُولؐ حضرت مُحمّد صلّی اللہُ

عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے، کہ قُرآن مجید اَور ذِکرِ الٰہی کا ہمیشہ وِرد رکھّو۔ اِس لِئے کہ وُہ تُمھارے لِئے زمین پر باعثِ برکت اَور آسمان پر باعثِ ذِکرِ خیر ہوگا ✢

زِیادہ ہنسنے سے بچو، کیونکہ زِیادہ ہنسنے سے چہرے کا نُور اَور دِل کا سُرور دُور ہو جاتا ہے ✢

حق بات ظاہر کرنے میں خَوف نہ کرو اَور اِس بات سے مت ڈرو، کہ وُہ لوگوں کو کڑوی معلُوم ہوگی ✢

احکامِ الٰہی بجا لانے میں کِسی کی ملامت سے ہرگز نہ ڈرو ✢

زِیادہ تر خاموش رہنے کی عادت ڈالو کیونکہ اِس ذریعے سے تُمھیں نیک

کاموں میں مدد ملیگی اَور شیطان تُم سے کوسوں دُور بھاگیگا ٭

مِسکینوں اَور مُحتاجوں کو پیار کرو۔ اُن کی مجلسوں میں خُوشی کے ساتھ شریک ہُوا کرو ٭

اپنے آپ سے نیچے مرتبے والوں کو دیکھا کرو۔ تاکہ موجُودہ نعمت کے شُکر کا تُم کو موقع ملتا رہے ٭

حرام لُقمے کا چھوڑ دینا ایک ہزار نہیں بلکہ دو ہزار نفلوں سے بہتر ہے ٭

ماں باپ کے ساتھ نیک سلُوک کرنا ہزاروں برس کی عِبادت سے اَولےٰ تر ہے ٭

وقت کی قدر کرو

مخفوظ

جس طرح مال و دولت میں کفایت اور فضول خرچی ہوتی ہے، اسی طرح وقت میں بھی۔

آدمی کے تمام کاموں کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ ہر کام کو اُس کے وقت پر کر لینا وقت کی قدر کرنا ہے۔ کیونکہ اِس سے دوسرا وقت محفوظ رہتا ہے، جو دوسرے کام کے لئے ہے۔ اگر کم وقت میں کام کر لیا جائے، تو یہ وقت کی کفایت کہلاتی ہے۔ کیونکہ جو وقت بچا، اُس میں کوئی اور ضروری یا مفید کام ہو سکتا ہے۔ مثلاً دو

ایک سبق یاد کرنے کے لئے دیئے گئے اور ڈیڑھ گھنٹے میں دل لگا کر اور محنت کرکے یاد کر لیا، تو باقی آدھا گھنٹہ کسی اور مفید کام میں صرف ہو سکتا ہے۔ بیکار باتوں اور غیر مفید کاموں میں مصروف رہنا وقت کا فضول خرچ کرنا ہے۔ وقت ایسی قیمتی چیز ہے، کہ اگر ایک منٹ بھی ضائع ہو جائے، تو وہ پھر واپس نہیں آسکتا ہے۔

اور کھیل کے وقت کھیل زیبا ہے کام کے وقت کام اچھا
بھولے سے بھی کھیل کا نہ لو نام جب کام کا وقت ہو کرو کام
ہر بات میں چاہیئے سلیقہ خوش رہنے کا ہے یہی طریقہ
بیکار ہے جو ہوا نہ پورا تم چھوڑو نہ کام کو ادھورا

جو وقت گزر گیا اکارت
افسوس ہوا خزانہ غارت

حاتم اور ایک سخی

خُوش ذائِقہ - شِکم سیر

حاتم سے کِسی نے پُوچھا، کہ تُم نے کوئی ایسا شخص بھی دیکھا ہے، جو تُم سے زیادہ سخی ہو؟ حاتم نے کہا، کہ ہاں! مَیں ایک شخص کے ہاں مہمان ہُوا۔ وُہ مجھ کو دیکھتے ہی فوراً ایک بکری ذبح کر کے اوّل اُس کی کلیجی بھون کر لایا۔ مجھ کو وُہ خُوش ذائِقہ معلُوم ہُوئی۔ مَیں نے کہا۔ یہ کلیجی تو بہت ہی مزیدار ہے۔ وُہ یہ سُنتے ہی فوراً باہر گیا اور تھوڑی دیر میں پھر بھُنی ہُوئی کلیجی لایا۔ اِسی طرح یکے بعد دِیگرے دس مرتبہ

لایا - مَیں خُوب شِکم سیر ہو کر وہاں سے
رُخصت ہُوا - جب باہر نِکلا، تو بہُت سا
خُون اور دس بکریاں ذبح کی ہُوئی دیکھیں -
معلُوم ہُوا کہ اُس کے پاس صِرف یہی
دس بکرِیاں تھیں، جو اُس نے سب کی
سب محض کلیجی کے لئے یکے بعد دیگرے
ذبح کر ڈالیں - مَیں نے بہُت افسوس
کیا اور اُس سے کہا کہ تُو نے ناحق
تمام بکریوں کو ذبح کر ڈالا - اُس نے
کہا - جو چیز آپ کو پسند آئی، مَیں اُس
میں کنجُوسی کر کے مُلکِ عرب میں بدنام
کیوں ہوتا؟ پھر حاتم سے دریافت کیا
گیا، کہ تم نے اُس کو کلیجی کے بدلے
میں کچھ دیا؟ حاتم نے کہا - پانسو بکریاں -
پُوچھنے والے نے کہا - پھر تو زیادہ سخی

آپ ہی ہو سے۔ حاتم نے کہا۔ نہیں۔ زیادہ سخی وُہی ہے۔ اُس نے اپنی تمام بکریاں میرے لئے خرچ کر دیں اور مَیں نے اپنی تمام بکریوں میں سے صرف ایک حِصّہ اُس کو دِیا ٭

کُتّا اَور بھیڑیا

تعاقب - روا رکھتے ہیں

ایک لومڑی شہر سے باہر کھیت کے کِنارے کھڑی تھی۔ اُس نے دُور سے دیکھا کہ ایک کُتّا اَور بھیڑیا دونوں ساتھ ساتھ پیار اَور اِخلاص سے باتیں کرتے چلے آتے ہیں۔ جب قرِیب آئے، تو لومڑی نے آگے بڑھ کر ادب سے سلام

کِیا اور کہا، کہ آپ دونوں میں یہ سلوک و محبّت دیکھ کر مجھ کو تعجّب بھی ہے اور خوشی بھی - ذرا یہ تو فرمائیے، کہ آپ کی دُشمنی دُور ہو کر محبّت کِس طرح پیدا ہوئی - مَیں نے تو ہمیشہ آپ دونوں کو ایک دُوسرے کا دُشمن ہی دیکھا تھا - مگر آج آپ دونوں میں بڑی دوستی اور محبّت نظر آتی ہے - کُتّے نے کہا، کہ بڑی بی! آپ نے سچ فرمایا اور آپ کا تعجُّب کچھ بیجا نہیں - سُنئیے! مَیں ایک چرواہے کے پاس رہتا اور بھیڑوں کے گلّے کی حِفاظت کرتا تھا - کل یہ بھیڑیا آیا اور ایک بھیڑ کے بچّے کو اُٹھا کر لے چلا - مَیں نے تعاقُب کِیا، اور تھوڑی دُور جا کر اُس کو پکڑ لیا - بھیڑ کے بچّے کو چھڑا کر

سے آیا۔ چرواہے نے بجائے اس کے کہ مجھ سے خوش ہوتا۔ اُلٹا مجھ کو مارا۔ میں نے مجبوراً چرواہے کی دوستی چھوڑی اور اِس بھیڑیے سے آ مِلا +

اِس حکایت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اپنے دوستوں اور خیر خواہوں کو بِلا وجہ تکلیف دیتے اور اُن پر ظُلم روا رکھتے ہیں ، بالآخر اُن کے دوست بھی دُشمنی پر آمادہ ہو جاتے ہیں +

نیک بخت لڑکی

دیکھو - یہ لڑکی بڑی نیک بخت ہے۔ ماں باپ کا حُکم مانتی ہے۔ بھائی بہنوں سے لڑتی جھگڑتی نہیں - قرآن شریف

پڑھتی اور پنجگانہ نمازیں بڑے شوق سے ادا کرتی ہے۔ چھوٹی سی عمر میں کیسی ہوشیاری کی باتیں کرتی ہے! کپڑا لتا بھی سی لیتی ہے۔ بے ضرورت گھر سے باہر نہیں جاتی۔ مدرسے میں پڑھنے یا ننھیال میں ملنے جاتی ہے، تو پردے ہی سے جاتی ہے۔ جو بات پوچھو، سچ سچ کہ دیتی ہے۔ بڑوں کا ادب کرتی۔ اُن کی باتوں کو توجہ سے سُنتی اور جس کام کو کہیں، جھٹ پٹ کر دیتی ہے۔ کبھی نکمّی نہیں بیٹھتی۔ مدرسے گئی، تو پڑھتی رہی۔ گھر آئی، تو کام کاج کرتی اور سینے پرونے کے کاموں کو سیکھتی رہی۔ اِس لڑکی کی تمام خاندان عزت کرتا ہے۔ جو فرمائش

وُہ کہتی ہے، فوراً پُوری ہو جاتی ہے۔ ایک مرتبہ اُس کی ماں نے اُس کو بہت سی مٹھائی جو کہیں سے آئی تھی، دی۔ اِس مٹھائی کو اُس نے ابھی کھایا نہ تھا، کہ ایک فقیرنی جو بہت بھُوکی معلُوم ہوتی تھی، آگئی۔ اُس مُحتاج عورت پر اُس کو بڑا رحم آیا اور تمام مٹھائی چُپکے سے لے جاکر اُس کو دیدی۔ اپنے لئے ذرا بھی نہ رکھی۔ وُہ عورت ہزاروں دُعائیں دیتی ہُوئی چلی گئی۔ ماں کو جب بیٹی کی اِس رحم دِلی کا حال معلُوم ہُوا، تو اُس نے بہت شاباش دی اور فوراً ایک روپیہ بطورِ اِنعام بیٹی کو دِیا ﴿ (منقول)

چند نصیحتیں

کٹھن - تحسین - اُونچی ذات

کاٹ لینا ہر کٹھن منزل کا کچھ مشکل نہیں
اِک ذرا اِنسان میں چلنے کی ہمّت چاہیئے
خُوش مزاجی سا زمانے میں کوئی جادُو نہیں
ہر کوئی تحسین کرے ایسی طبیعت چاہیئے
ہے بُرائی سی بُرائی کام کل پر چھوڑنا
آج سب کچھ کرکے اُٹھو گر فراغت چاہیئے
دیکھ کر چلنا کُچل جائے نہ چیونٹی راہ میں
لڑکیوں کو بے زبانوں سے بھی اُلفت چاہیئے
علم کہتے ہیں جسے سب سے بڑی دولت ہے یہ
ڈھونڈ لو اِس کو اگر دُنیا میں عزّت چاہیئے
دیکھنا آپس میں پھر نفرت نہ ہو جائے کہیں
اِس قدر حد سے زیادہ بھی نہ مِلّت چاہیئے

چاہتی ہو گر کہ سب چھوٹے بڑے عزّت کریں
شرم آنکھوں میں نگاہوں میں مروّت چاہیے
بات اونچی ذات میں بھی کوئی اترانے کی ہے؟
سب بڑائی اپنے کاموں کی بدولت چاہیے
گر کتابیں ہوگئیں میلی تو کیا پڑھنے کا لطف
کام کی چیزیں ہیں جو اُن کی حفاظت چاہیے

(از مولوی محمّد اسمٰعیل بادنےٰ تصرّف)

زُبیدہ خاتُون

خلیفہ ہارُونُ الرّشید کی بیوی زُبیدہ خاتُون کو مرنے کے بعد اُن کی ایک سہیلی نے خواب میں دیکھ کر اُن سے دریافت کیا۔ کہو! کیا گزری؟ اور حضورِ ربّ العالمین میں نجات کا کیا سامان ہُوا؟ زُبیدہ خاتُون نے جواب دیا، کہ خُدا کا شُکر ہے۔ اُس

نے مجھے بخش دیا۔ سہیلی نے پُوچھا۔ آخر کونسا عمل کام آیا؟ اور کِس کی وجہ سے اُس نے بخشا؟ اور ہمارا تو یہ خیال ہے کہ نہرِ زُبیدہ جو مکّے اور مدینے کے درمیان حاجیوں کے لیئے سنگ لاخ پہاڑوں میں تُم نے بنوائی تھی، وُہ نیک عمل تُمھارے کام آیا اور اُسی نے تُمھیں نجات دِلائی۔ زُبیدہ خاتُون نے کہا۔ نہیں۔ بلکہ مَیں جب حُضُورِ ربُّ العزّت میں پیش کی گئی، تو نہرِ زُبیدہ کی بابت صِرف اِتنا ذِکر آیا کہ نہرِ زُبیدہ کا ثواب اُن لوگوں کے نامۂ اعمال میں لِکھا گیا، جن کا پَیسہ تیرے خزانے میں آکر جمع ہُوا تھا۔ تیرے لیئے اِس عمل کا کوئی ثواب نہیں ۔

اَے میری سہیلی! مجھے جس کی وجہ سے نجات حاصِل ہُوئی، وُہ یہ عمل ہے

کہ ایک روز مَیں اپنی ہمجولیوں اور سہیلیوں کو لیئے بیٹھی تھی اَور ہم سب شربت پی رہی تھیں۔ عین اُس وقت جبکہ شربت کا گلاس میرے ہاتھ میں تھا اَور چاہتی تھی، کہ مُنہ سے لگاؤں اَور پیوں، مُؤذِّن نے اَللّٰہُ اَکبَرُ کی صدا بلند کی۔ خُدا کا پاک اَور بُزرگ نام میرے کانوں کے ذریعے دِل میں پُہنچا۔ جس کی عظمت سے میرا دِل لرز گیا۔ اُسی وقت مَیں نے وُہ پیالہ ہاتھ سے رکھ دِیا۔

اَے میری سہیلی! نہر زُبیدہ کے ثواب میں سے تو تجھے کوئی حِصّہ نہیں مِلا۔ لیکن مُجھ سے کہا گیا، کہ تُو نے چُونکہ ایک مُؤذِّن کی اذان سُن کر ہمارے نام کی تعظیم اَور اُس کی بے حد وقعت

وعظمت کی، اِس لئے ہم تجھ کو بخشتے ہیں اور تجھ کو جنّت عطا کرتے ہیں۔

(رُوح البیان)

خُدائی حِکمت

کھانا چھن دیا

ایک شخص کی عادت تھی، کہ خواہ اُس کے آگے کیسی ہی نِعمت آئے، بِلا نمک نہ کھاتا تھا۔ جب کھانے کا وقت آتا، تو اُس کی بیوی یا خادِمہ تھوڑا سا نمک پیس کر چینی کی پیالی میں پاس رکھ دیتی ایک مرتبہ برسات میں جبکہ خوب بارِش ہو رہی تھی، رات کے وقت خادِمہ شام کا کھانا لائی۔ دالان میں فرش پر

دسترخوان بچھا کر کھانا چُن دِیا - گھر کے تمام آدمی کھانا کھانے کے لِیئے دسترخوان کے گِرد بیٹھ گئے - خادِمہ اِتّفاقاً نمکدان باورچیخانے میں بھول آئی تھی - اس کو حُکم دِیا، کہ نمکدان لاؤ - باورچیخانے کا چراغ گُل ہو گیا تھا - خادِمہ کو نمکدان نہ مِلا اور تلاش کرنے میں دیر ہوئی - چُنانچہ لڑکے کو بھیجا گیا، کہ تُم جا کر دیکھو خادِمہ نے کہاں دیر لگائی؟ لڑکا بھی جا کر نمکدان تلاش کرنے لگا - اُس کو بھی نہ مِلا - اُس کے بعد اُس شخص کی بیوی خادِمہ کو بُرا بھلا کہتی ہوئی اُٹھی اور خُود باورچیخانے میں پہنچی - اُس کو بھی اندھیرے میں نمکدان نہ مِلا - جب ان تینوں کو دیر ہوئی، تو وُہ شخص

بہُت پریشان ہُوا کہ آخر یہ بات کیا ہے کہ جو جاتا ہے، وہیں کا ہو رہتا ہے۔ خُود اُٹھّا اور باورچیخانے کی طرف چلا اُس کے ساتھ ہی لڑکی بھی ہولی جُونہیں اُس دالان سے باہر نکلے، دالان دھڑام سے گِر پڑا۔ اُس وقت خُدائے تعالےٰ کی حِکمت سمجھ میں آئی، کہ اِس طرح سب کو بچانا منظُور تھا۔ نمکدان کا ہاتھ نہ آنا ایک بہانہ تھا۔

حضرت عائِشہؓ کا ایک خط

حضرت امیرِ مُعاوِیہؓ - صِدّیقہؓ

حضرت امیرِ مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ نے جبکہ وُہ مُلکِ شام کے بادشاہ اور خلیفہ

تھے۔ حضرت عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنھا کو خط لکھا۔ کہ آپ مجھے کچھ نصیحتیں لکھ کر بھیجئے۔ حضرت عائشہؓ نے اُن کو جواب میں یہ خط لکھا:۔

اَلسّلامُ علیکُم وَ رحمۃُ اللہِ! میں نے حضرتِ پیغمبرِ خُدا صلّی اللہُ علیہِ وَ اٰلہٖ وَسلّمْ سے سُنا ہے، کہ جو شخص ایسا کام کرے، کہ خُدائے تعالےٰ اُس کام سے خُوش ہو اور مخلُوق ناراض، تو خُدائے تعالےٰ اُس شخص کو مخلُوق کے شر سے بچا لیتا اور خُود اُس کی حِفاظت فرماتا ہے اور جو شخص ایسا کام کرے کہ مخلُوق تو اُس کام سے خُوش ہو۔ مگر خُدائے تعالےٰ ناراض ہو، تو خُدائے تعالےٰ اُس شخص کو مخلُوق ہی کے سپُرد

کر دیتا ہے۔ یعنی خدائے تعالےٰ اُس شخص کی مدد اور حفاظت نہیں فرماتا۔ وَالسَّلامُ عَلَیکُم"

اِس خط سے معلُوم ہُوا، کہ خط کے اوّل میں بھی سلام لِکھنا چاہیے اور آخر میں بھی ⁂

نحُوست کی باتیں

مقدُور ہونا

جن باتوں سے نحُوست پیدا ہوتی ہے، وُہ یہ ہیں:-

(۱) آفتاب نِکلنے کے بعد تک سوتے رہنا ⁂

(۲) ننگے سر ننگے پاؤں پاخانے جانا ⁂

(۳) ایک جُوتی پاؤں میں ڈال کر چلنا ⁂

(۴) کم تولنا یا زیادہ تُلوانا ⁂

(۵) جھُوٹی قسم کھانا ؛

(۶) کِسی کو فریب دینا ؛

(۷) بہت ہنسنا ؛

(۸) گھر میں جھاڑو نہ دینا

(۹) مکڑی کے جالے چھتوں اور کونوں سے دُور نہ کرنا ؛

(۱۰) روٹی کے ٹکڑے پر پاؤں رکھنا ؛

(۱۱) کھانے کی چیز کُوڑے یا پاخانے میں پھینکنا ؛

(۱۲) کِسی کے ساتھ رعایت اور اِحسان نہ کرنا ؛

(۱۳) مقدُور کے ہوتے کسی ضرُورت مند کو قرض نہ دینا ؛

(۱۴) چُغل خوری کرنا ؛

صفائی

پھوڑ - حقارت - ہردلعزیز

کتب خانہ

جسم، لباس اور مکان کی صفائی سے تندرستی قائم رہتی ہے۔ ہماری شریعت میں صفائی کا بڑا خیال رکھا گیا ہے۔ عبادت یعنی نماز سے پہلے وضو کرنا نہایت ضروری ہے۔ وضو سے ہاتھ پاؤں اور چہرے کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے۔ جمعے کے دن نہانا ضروری ہے۔ نہانے سے تمام جسم صاف ہو جاتا ہے۔

میلا کچیلا رہنا بہت بری بات ہے۔ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ کوئی پاس بٹھانا پسند نہیں کرتا۔ میلے کپڑوں سے بھی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جو لڑکی

اپنے کپڑوں کو جلد میلا کر دیتی ہے۔ اُس کی نہ تو اپنی سہیلیوں میں عزّت ہوتی ہے، نہ ماں باپ ہی اُس سے خُوش رہتے ہیں۔

جو عورت اپنے گھر کو صاف نہیں رکھتی۔ جھاڑو نہیں دیتی، چھتوں اور کونوں میں مکڑی کے جالے لٹک رہے ہیں۔ مگر اُس کو صاف کرنے کا خیال نہیں آتا۔ وہ پھوہڑ کہلاتی ہے۔ محلّے کی عورتیں حقارت سے اُس کا ذِکر کرتی ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ جس کا گھر صاف نہیں اُس کا دِل بھی صاف نہیں۔

صفائی عجب چیز دُنیا میں ہے
صفائی سے بہتر نہیں کوئی شے
صفائی سے تُم ہوگی ہر دِلعزیز

صفائی سے آئیگی تُم کو تمیز

کچھوے اور بچھو کی حکایت

دادا بھائی

ایک بچھو کہیں کو جاتا تھا۔ چلتے چلتے راستے میں ایک دریا آگیا۔ دریا کے کنارے حیران پریشان بیٹھ کر سوچنے لگا، کہ اب کیا کروں اور کس طرح دریا کو عبور کروں؟ اِتنے میں ایک کچھوا پانی میں تیرتا ہوا کنارے کے قریب آیا۔ بچھو نے کہا۔ دادا بھائی! ذرا تکلیف فرما کر مجھ کو دریا کے پار اُتار دیجئے۔ کچھوے نے کہا۔ بہت اچھا۔ میری پُشت پر سوار ہو جاؤ۔ بچھو سوار ہو گیا۔ کچھوا

پانی کی سطح پر تیرتا ہُوا بچھُّو کو لے کر چلا۔ جب دریا کے بیچوں بیچ پہنچا، تو بچھُّو نے کچھوے کی پیٹھ پر ڈنگ مارا۔ بھلا کچھوے کی پیٹھ پر اُس کا کیا اثر ہوتا۔ مگر کچھوے نے ڈنک مارنے کی آواز سُنی اور بچھو سے پُوچھا کہ میری پُشت پر کیا چیز کھٹ کھٹ مارتے ہو۔ بچھُّو نے کہا۔ یہ تو میں جانتا ہُوں، کہ آپ کی کمر پر کچھُ اثر نہ ہوگا۔ لیکن میں اپنی عادت سے مجبُور ہوں اور ڈنگ مار رہا ہُوں۔ کچھوے نے سوچا کہ یہ بدمعاش دُوسروں کو بھی آزار پہنچائیگا۔ لاؤ۔ اِس کو دریا ہی میں غرق کر دُوں۔ تاکہ لوگ اِس کی ایذا رسانی سے محفُوظ رہیں۔ فوراً دریا میں غوطہ لگایا۔ بچھُو پانی کی لہروں میں بہ کر ڈُوب گیا۔

محنت

رام کرشنا - فراغت

حقیقت جو محنت کی پہچانتی ہیں
اُسے کیمیا سے سوا جانتی ہیں
کوئی بڑھ کے محنت سے سونا نہیں ہے
کہ اس زر کو چوری کا کھٹکا نہیں ہے
اسی میں ہے عزت خبردار رہنا
بڑا دکھ ہے دنیا میں بیکار رہنا
جہاں میں اگر کیمیا ہے تو یہ ہے
غریبی کے دکھ کی دوا ہے تو یہ ہے
کوئی اس کو سمجھے تو اکسیر ہے یہ
بڑا بن کے رہنے کی تدبیر ہے یہ
سہارا ہمارا تمھارا یہی ہے
اندھیرے گھروں کا اُجالا یہی ہے

بڑے کام کی چیز ہے کام کرنا
جہاں کو اِسی کام سے رام کرنا
کِسی وقت غافل نہ محنت سے رہنا
اگر چاہتی ہو فراغت سے رہنا

ایک گنہگار کی حکایت

حضرت اِبنِ مسعود رَضِیَ اللّٰہ تعالےٰ عنہُ فرماتے ہیں، کہ جناب رسُولِ مقبول صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلّمَ نے فرمایا کہ اگلی اُمّتوں میں سے ایک شخص مرنے کے بعد خُدائے تعالیٰ کے سامنے حاضر کیا گیا۔ اُس کے نامۂ اعمال کو فرشتوں نے اُلٹ پلٹ کر دیکھا مگر نیکی کا کہیں نام و نشان تک نہ پایا۔ ایک جگہ صرف اِتنا لِکھّا ہُوا ضرور مِلا۔

کہ یہ وُہ شخص ہے، جو غریبوں کو سودا اُدھار دے دِیا کرتا تھا اور دُوسرے لوگوں سے کھوٹے پیسے لے لیا کرتا۔ کھوٹے پیسے لیتے وقت یہ بھی کہا کرتا تھا، کہ عجب نہیں، جو میرا پروردِگار میرے کھوٹے عمل قبول فرما لے اور مجھے بخش دے ✦

بس اِس کے بعد حضورِ خداوندی سے اِرشاد ہوا کہ اَے بندے! جب تجھ جیسے ایک گدا نے ایسا کِیا، کہ ہمارے بندوں کے کھوٹے پیسے قبول کر لئے، تو ہم بادشاہِ دو جہاں ہو کر تیرے کھوٹے عمل آج کِس طرح رد کر سکتے ہیں۔ جا ہم نے تجھے بخش دِیا اور جنّت الفردوس میں جگہ دی ✦ (بخاری و مسلم و ترمذی)

قاضی کا سب سے پہلا فیصلہ

دائر کرنا ۔ فیصل کرنا

جِس زمانے میں پہلے پہل مُسلمانوں میں قاضی کا عُہدہ قائم کِیا گیا، تو دو سال تک کِسی نے قاضی کی کچہری میں دعوے دائر نہ کِیا ۔ آخر میں دو آدمی قاضی کے پاس آئے ۔ اُن میں سے ایک نے عرض کی، کہ مَیں نے اِس آدمی سے جو میرے سامنے کھڑا ہے، ایک زمین خریدی تھی ۔ اب اُس زمین میں سے مجھے ایک خزانہ ملا ہے ۔ میں نے اِس سے بہتیرا کہا، کہ تو یہ خزانہ لے لے ۔ کیونکہ میں نے صرف زمین خریدی تھی نہ کہ خزانہ ۔ لیکن یہ اِنکار کرتا ہے ۔

دُوسرے نے کہا۔ قاضی صاحب! مَیں نے زمین بیچ ڈالی اَور اُس کی قیمت وُصُول کرلی۔ خریدار نے اُس پر قبضہ کرلیا۔ اب جو کچھ اُس زمین میں سے نکلا ہے. یا آیندہ نکلے، وُہ سب خریدنے والے کا ہے نہ کہ میرا۔ قاضی دونوں کی باتیں سُن کر حیران ہُوا کہ اِس مُقدّمے کو کس طرح فیصل کروں؟ پھر کچھ سوچ کر دونوں سے پُوچھا کہ تُم میں سے کِسی کے بیٹا یا بیٹی ہے؟ خریدنے والے نے کہا۔ میرے بیٹا ہَے۔ بیچنے والے نے کہا کہ میرے ایک بیٹی ہے۔ قاضی نے پُوچھا۔ اُن کی شادیاں ہوگئیں یا نہیں؛ دونوں نے کہا۔ نہیں۔ قاضی نے کہا لڑکی کی شادی اُس لڑکے سے کردو خزانہ دُولھا دُلھن

کا ہو جائیگا ۔

اِس حکایت سے معلوم ہُوا کہ پہلے زمانے میں لوگ بڑے نیک اور ایماندار ہوتے تھے۔ کسی کا مال ناجائز طَور پر لینا نہیں چاہتے تھے ۔

حضرت ابُوہریرۃؓ کی ماں کا اِسلام لانا

کلمات - کلمۂ خیر

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہُ تعالیٰ عنہُ صحابی فرماتے ہیں - جن دنوں میری ماں مُشرکہ تھی، مَیں ہمیشہ اُس سے مُسلمان ہونے کے لئے کہا کرتا تھا اور وُہ اِنکار کیا کرتی تھی - ایک روز جو مَیں نے اُس سے مسلمان ہونے کے لئے کہا، تو اُس

نے حضرت سرورِ عالم محمّد صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسلّمَ کی شانِ مُبارک میں ایسے سخت کلمات کہے، کہ مُجھ کو بہُت ہی رنج ہُوا اور مَیں روتا ہُوا حضرتؐ کی خِدمت میں پہنچا اور عرض کی، کہ یا رسُولَ اللہ! دُعا فرمائیے کہ خدائے تعالےٰ میری ماں کو ہدایت کرے۔ آنحضرتؐ نے اُسی وقت دُعا کی کہ اِلٰہَ العالمین! ابُوہریرہؓ کی ماں کو ہِدایت کر۔ مَیں اِس دُعا سے بہُت خُوش ہُوا اور خُوشی خُوشی حضرتؐ سے رُخصت ہو کر گھر پہُنچا۔ تو دروازہ بند پایا۔ میری ماں نے میری آہٹ سُنی۔ تو کہا۔ ابُوہریرہ ذرا توقّف کر۔ مَیں دروازے کے باہر کھڑا رہا۔ میری ماں اُس وقت غُسل کر رہی تھی۔ غُسل سے

فارغ ہو کر اور جلدی جلدی کپڑے پہنکر دروازہ کھولنے آئی۔ دروازہ کھولتے ہی میری ماں نے کہا۔ "ابُوہُریرہ! میں اقرار کرتی ہوں کہ خُدا کے سوا کوئی معبُود نہیں اور محمدؐ خُدا کے بندے اور اُس کے رسُولؐ ہیں"۔ میں اُسی وقت خوشی خُوشی پھر حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور یہ خوشخبری سُنائی۔ آپؐ خُدا کا شکر بجا لائے اور کلمۂ خیر کہا۔

ایک طالبِ علم اور بادشاہ

امام غزالی۔ حضور۔ مُصاحب۔ اپنا سا مُنہ لیکر رہ گیا

ایک شخص بڑی کوششوں اور سفارشوں کے بعد کسی بادشاہ کے حضور میں پہنچا

اور عرض کیا، کہ میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں - بادشاہ نے کہا کہ تم ہماری خدمت میں رہنے کے قابل نہیں ہو - کیونکہ ابھی تمہارا علم ناقص ہے - پہلے خوب علم حاصل کرو - پھر ہماری خدمت میں رہنے کے قابل ہوگے - چنانچہ وہ شخص حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کرنے لگا - جب کافی علم حاصل کر چکا، تو بادشاہ نے ایک روز تعریف سن کر اس کو اپنے پاس بلایا اور امتحان لیا، تو ہر طرح کامل پایا - اب بادشاہ نے کہا، کہ تم ہمارے مصاحب بن جاؤ - ہم تم کو بڑی عزت اور محبت کے ساتھ اپنے پاس رکھینگے اس شخص نے کہا، کہ جب میں آپ کی

خِدمت کے قابِل تھا، تو آپ نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے سے اِنکار کِیا۔ اب مَیں خُدا اَور اُس کے دِین کی خِدمت کرنے کے قابِل ہوگیا ہُوں۔ بھلا آپ کی خِدمت میں کب آسکتا ہُوں اَور خدمت عِلمی کی لذّت کہاں چھوڑ سکتا ہُوں؟ بادشاہ اپنا سا مُنہ لے کر خاموش رہ گیا۔

برکت اَور آسُودگی کی باتیں

جُھک کر چلنا

(۱) نحُوست کی باتیں جو اُوپر بیان کی گئی ہیں، اُن سے پرہیز کرنا۔

(۲) صُبح سویرے اُٹھنا۔

(۳) ماں باپ کی خدمت کرنا۔

(۴) وعدے کو پُورا کرنا۔

(۵) خرید و فروخت میں سچ بولنا۔

(۶) بدن اور لباس کو پاک، صاف رکھنا۔

(۷) خُدا کی راہ میں خیرات کرنا۔

(۸) اِحسان کرنا۔

(۹) دُوسروں کی بد سلُوکیاں دِل سے بُھلا دینا۔

(۱۰) آڑے وقت کسی کے کام آنا۔

(۱۱) گھر کو صاف سُتھرا رکھنا۔

(۱۲) دونوں ہاتھوں سے تھام کر پانی پینا۔

(۱۳) سب سے جُھک کر مِلنا۔

(۱۴) نیک کام میں کاہلی نہ کرنا۔

(۱۵) بُزرگوں کا ادب کرنا۔

پیری و صد عیب

ضِیقُ النّفس - عارضہ - سماعت - اونچا سُننا - مُجرّب

ایک بُوڑھا ضعیف آدمی کسی طبیب کے پاس گیا اور کہا، کہ مجھ کو ضِیقُ النّفس کا عارضہ ہے۔ کوئی مُجرّب نُسخہ عنایت کیجئے طبیب نے کہا، کہ بُڑھاپے کے سبب سے ہے۔ پیر مرد نے کہا۔ میری بینائی بھی بہت کمزور ہو گئی ہے۔ طبیب نے کہا۔ یہ بھی بُڑھاپے کے سبب سے ہے۔ بُوڑھے نے کہا۔ میری سماعت میں بھی کچھ فرق آگیا ہے اور کسی قدر اُونچا سُننے لگا ہوں۔ طبیب نے کہا۔ یہ بھی بُڑھاپے کے سبب سے ہے۔ پھر اُس ضعیف آدمی نے کہا۔ کھانا بھی اچھی طرح

ہضم نہیں ہوتا۔ طبیب نے کہا۔ یہ بھی
بڑھاپے کے سبب سے ہے۔ پیر مرد کو طبیب سے
ایک ہی جواب سنتے سنتے غصّہ آگیا اور
خفا ہوکر کہنے لگا۔ او احمق! ہر مرتبہ
تُو ایک ہی بات کہہ دیتا ہے اور
کوئی دوا نہیں بتاتا۔ تجھ کو کس نے
طبیب بنا دیا ہے؟ طبیب نے کہا۔ یہ
بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے۔ یعنی بوڑھے
آدمی کو ذرا سی بات میں غصّہ آ جاتا ہے۔
اسی وقت سے یہ کہاوت مشہور ہوگئی
ہے۔ کہ "پیری و صد عیب" (ایک
بڑھاپا سو بیماریوں کے برابر ہوتا
ہے)۔

شہد کی مکھی

مگس - توانا - چسکا

اِس پھول پہ بیٹھی کبھی اُس پھول پہ بیٹھی
بتلاؤ تو کیا ڈھونڈتی ہے شہد کی مکھی
کیوں آتی ہے کیا کام ہے گلزار میں اس کا
یہ بات جو سمجھاؤ تو سمجھیں تمہیں دانا
بے وجہ تو آخر کوئی آتا نہیں اس کا
ہشیار ہے مکھی اسے غافل نہ سمجھنا
بے سُود نہیں باغ میں اِس شوق سے اُڑنا
کچھ کھیل نہیں یہ وقت گنواتی نہیں اپنا
کرتی نہیں کچھ کام اگر عقل تمہاری
ہم تم کو بتاتے ہیں سُنو بات ہماری
کہتے ہیں جسے شہد وہ اک طرح کا رس ہے
آوارہ اسی چیز کی خاطر یہ مگس ہے

رکھا ہے خدا نے اُسے پھولوں میں چھپا کر
مکھی اُسے لے جاتی ہے چنتے ہیں اُٹھا کر

ہر پھول سے یہ چوستی پھرتی ہے اسی کو
یہ کام بڑا ہے اسے بے سُود نہ جانو

مکھی یہ نہیں ہے کوئی نعمت ہے خُدا کی
ملتا نہ ہمیں شہد یہ مکھی جو نہ ہوتی

خود کھاتی ہے اوروں کو کھلاتی ہے یہ مکھی
اس شہد کو پھولوں سے اُڑاتی ہے یہ مکھی

انسان کی یہ چیز غذا بھی ہے دوا بھی
قُوت اگر اس میں ہے تو ہے اس میں شفا بھی

بچی ہو اگر ہوش تو اس بات کو سمجھو
تُم شہد کی مکھی کی طرح علم کو ڈھونڈو

یہ علم بھی اک شہد ہے اور شہد بھی ایسا
دُنیا میں نہیں شہد کوئی اس سے مصفّا

ہر شہد سے جو شہد ہے میٹھا وہ یہی ہے

کرتا ہے جو انساں کو توانا وُہ یہی ہے
یہ عقل کے آئینے کو دیتا ہے صفائی
یہ شہد ہے انساں کا وُہ مکھی کی کمائی
پھولوں کی طرح اپنی کتابوں کو سمجھنا
چسکا ہو اگر تم کو بھی کچھ علم کے رس کا

جیسی نیت ویسا پھل

ایک بڑھئی کا بسولا اتفاق سے کسی دریا میں گر پڑا۔ بڑھئی ایک بزرگِ روشن دل کے پاس جو دریا کے کنارے ایک کٹی میں رہتا تھا، گیا اور اُس سے التجا کی، کہ شاہ صاحب! میری مدد کیجئے اور میرا بسولا دریا سے نکال دیجئے۔ بزرگ روشندل اور خدا ترس آدمی تھا۔ کسی کا

سُوال رد نہیں کرتا تھا - اِس غریب بڑھئی کی خاطر کپڑے اُتار کر پانی میں کُودا - ایک سونے کا بسولا دریا سے نِکال لایا اَور بڑھئی کو دِکھایا - بڑھئی نے کہا - یہ سونے کا بسولا میرا نہیں ہے - بُزرگِ روشندِل پھِر پانی میں اُترا اَور دُوسرا بسولا جو چاندی کا تھا، نکال لایا - بڑھئی نے کہا یہ چاندی کا بسولا بھی میرا نہیں ہے - تیسری مرتبہ بُزرگِ روشندِل پانی میں غوطہ مار کر لکڑی کے دستے کا بسولا نِکال لایا - بڑھئی اُسے دیکھتے ہی بولا کہ میرا بسولا یہی ہے - بُزرگِ روشندِل نے کہا تُو سچّا آدمی ہے - تیری سچّائی کے اِنعام میں یہ تینوں بسولے میں تُجھے دیتا ہُوں تُم خُدا کا شُکر ادا کرتے رہنا *

اِس واقعے کی شہر میں شُہرت ہو گئی۔ ایک چالاک آدمی نے سُنکر سوچا کہ چلو ہم بھی اِسی طرح کچھ کما لائیں۔ وُہ دریا کے کنارے اُسی مقام پر پہنچا، جہاں وُہ بُزرگ رہتا تھا اور ایک طرف بیٹھ کر رونے چلّانے لگا۔ بُزرگِ روشندِل نے اُس کے رونے کی آواز سُنی اور پاس آکر پُوچھا، تُو کون ہے اور کیوں روتا ہے؟ چالاک آدمی نے کہا۔ مَیں لکڑہارا ہوں۔ لکڑیاں لینے یہاں آیا تھا۔ میری کُلھاڑی دریا میں گر پڑی ہے۔ اگر میری مدد کرو، تو بڑا ثواب پاؤ۔ بُزرگِ روشندِل نے کہا۔ تُو مُجھے ناحق ستاتا اور میرا وقت ضائع کرتا ہے۔ لیکن جب چالاک آدمی نے اِصرار کیا، تو وُہ اُس کے لئے دریا میں اُترا اور سونے کی

کُلھاڑی نکال کر اُس کے پاس لایا۔ چالاک آدمی خُوش ہو کر بولا کہ ہاں ہاں! یہی میری وُہ کُلھاڑی ہے، جو کھوئی گئی تھی۔ بُزُرگِ روشندِل نے کہا۔ بے شرم! لکڑہارے کی کُلھاڑی سونے کی نہیں ہُوا کرتی۔ تُو جھُوٹ بولتا ہے اَور چاہتا ہے، کہ مُجھے دھوکا دے۔ یہاں سے چلا جا۔ تُجھے کُچھ نہ مِلیگا۔

حِکایتیں (۱) حضرت فاطمہ رضؓ

مخصُوص۔ للّٰہ۔ سُلطان ناصرالدّین۔ محمُود

۱۔ رسُولِ خُدا حضرت مُحمّد صلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عَنھا نے ایک مرتبہ حضرت رسُولِ خُدا سے عرض کی، کہ ابّا جان! آپؐ روزانہ ہزارہا روپیہ اَور ہر قسم کا سامان جو آپؐ

کے پاس آتا ہے، حاجتمندوں کو بانٹ چونٹ کر برابر کر دیتے ہیں۔ لیکن میری حالت یہ ہے کہ صبح سے شام تک گھر کے دھندے میں لگی رہتی ہوں۔ چکّی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ کر پھوٹتے رہتے ہیں، اور میں تھک کر چور چور ہو جاتی ہوں۔ آپ میری اتنی مدد کریں، کہ میں کوئی باندی خرید لوں یعنی کوئی عورت گھر کے کام کاج میں مدد دینے کے لئے اپنے پاس رکھ سکوں۔ یہ سُن کر حضرت رسُولؐ خدا نے فرمایا، کہ بیٹی! ہم یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ تُم اسی طرح اپنے گھر کے تمام کام اپنے ہی ہاتھ سے کیا کرو اور اگر تُم کو کام کی زیادتی سے تھک جانے کی شکایت

ہے، تو ہمیشہ پنجوقتہ نماز کے بعد ۳۳ بار سُبحَانَ اللہِ - ۳۳ بار اَلحَمدُ لِلّٰہِ - ۳۴ بار اَللہُ اَکبَرُ پڑھ لیا کرو - پھر تُم کو ذرا بھی تھکن محسُوس نہ ہو گی - حضرت فاطمہؓ نے ایسا ہی کیا اور پھر اُن کو مُطلق تھکن محسُوس نہ ہوتی تھی ⁂

۲- سُلطان ناصِرالدّین محمُود- یہ دِلّی کا ایک بڑا ہی نیک اور خُدا پرست بادشاہ تھا- جِس کے زمانے کو اب تقریباً سات سو برس ہو چُکے ہیں- اِس بادشاہ کی بیگم اپنے گھر کا کھانا خُود پکاتی تھی- ایک دفعہ اِس بیگم نے شکایت کی- کہ کھانا پکانے میں مُجھے بہت تکلیف ہوتی ہے- میری اُنگلیاں جُھلس گئی ہیں- روزانہ چُولھے میں آگ جلانے

اور دُھوپ میں بیٹھنے سے پسینے پسینے ہو جاتی ہوں۔ آنکھوں سے پانی بہتا ہے اور کپڑے جلد میلے ہو جاتے ہیں اگر ایک لونڈی خرید لی جائے، تو مجھے آرام مل جائے۔ یہ سُن کر بادشاہ نے اپنی بیگم سے کہا، کہ شاہی خزانہ رعایا کا حق ہے۔ اپنے آرام کے لئے اُس میں سے کچھ خرچ کرنا اور لونڈی خریدنا تو میں جائز نہیں سمجھتا اور میرے پاس اس قدر روپیہ نہیں۔ لہذا تُم صبر کرو خُدا تعالےٰ تُم کو اجر دیگا ۔

چمگادڑ

ایک دفعہ پرندوں اور چوپایوں میں

چار پانچ دِن تک لڑائی رہی جِتنے چوپائے تھے، وُہ سب ایک طرف تھے اور جِتنے پرِندے تھے، وُہ سب ایک طرف۔ چمگادڑ چوپایوں میں تھی۔ مگر جب اُس نے دیکھا کہ پرِندے جیتنے والے ہیں، تو جھٹ پرِندوں میں جا ملی اور اُن سے کہنے لگی، کہ کیا میں پرِندہ نہیں ہوں؟ دیکھو یہ میرے پر ہیں اور میں اُن سے کیسی اُڑتی ہوں! کیا کوئی چوپایہ بھی اُڑ سکتا ہے؟ پرِندوں نے یہ سُنکر اُس کو اپنی ٹولی میں شامِل کر لیا۔ دُوسرے دِن جب چمگادڑ نے دیکھا کہ چوپائے جیتنے والے ہیں، تو وُہ اُن کے پاس گئی اور کہنے لگی۔ میں پرِندہ نہیں ہُوں۔ تم نے کسی پرِندے کو دیکھا ہے۔ کہ اُس کے مُنہ

میں دانتوں کی قطار ہو؟ جیسے میرے مُنہ میں ہے اور دنیا میں کوئی بھی پرندہ اپنے بچّوں کو دُودھ پلاتا ہے؟ چوپایوں نے یہ سُن کر اُسے اپنے جتھے میں شامل کر لیا۔ غرض چمگادڑ ایسا ہی کرتی رہی۔ جب پرندے جیتنے لگتے، تو اُن میں جا ملتی اور اپنے آپ کو پرندہ کہتی اور جب اُسے معلوم ہوتا، کہ چوپائے جیت جائینگے، تو اُن میں آ ملتی اور اپنے آپ کو چوپایہ کہتی۔ آخر چوپایوں اور پرندوں کو معلوم ہو گیا، کہ یہ جانور بڑا دغاباز اور جھوٹا ہے۔ دونوں اُس سے نفرت کرنے لگے۔ جب چمگادڑ نے یہ دیکھا، تو وہ شرم کے مارے سوراخوں اور اندھیرے مغاروں میں جا چھپی اور

اُسی دِن سے وُہ دن بھر چھُپی رہتی ہے جب رات ہوتی ہے، تو سب پرِندے اپنے گھونسلوں میں چلے جاتے ہیں اور سب چوپائے سو جاتے ہیں۔ تب یہ باہر نکلتی ہے۔ اِس نے چوپایوں اور پرِندوں کے ساتھ ایسی دغا کی ہے، کہ یہ اُن کو مُنہ دِکھانے کے قابِل بھی نہیں رہی ✦

لڑکیو! تُم ایسا کبھی نہ کرنا، کہ کِسی کے ساتھ دغا کرو اور جھُوٹ بولو۔ کبھی ایک طرف اَور کبھی دُوسری طرف ہو جاؤ۔ جو ایسا کرتی ہیں، وُہ چمگادڑ کی طرح پھِر کِسی کو مُنہ دِکھانے کے قابِل نہیں رہتیں ✦

(گُل و ریحاں)

بے وُقُوف بچّہ

ایک گڈریے کے پاس بہُت سی بھیڑیں اور بکرِیاں تھیں۔ وُہ اُن سے بہُت محبّت کرتا اور اُن کو نہایت آرام اور حِفاظت سے رکھتا تھا۔ دِن کو تمام بھیڑیں اور بکرِیاں کھُلے میدان میں پھِرا کرتی تھیں۔ رات کو اِس ڈر سے کہ کوئی اُن کو پکڑ نہ لے۔ ایک مکان میں بند کر دیتا اور صُبح ہوتے ہی کھول دیتا تھا۔ تمام بھیڑیں اور بکرِیاں گڈریے سے بہُت خُوش تھیں۔ مگر ایک بھیڑ کا بچّہ بہُت ناخُوش رہتا اور جب اُس کو بند کر دیا جاتا، تو وُہ ایک کونے میں مُنہ پھُلائے غمگین ہو کر بیٹھ جاتا۔

ایک دِن وہ اپنی ماں کے پاس آیا اور کہنے لگا ، مَیں تو اِس بات کو بہت ناپسند کرتا ہُوں - کہ رات کو اِس کوٹھڑی میں بند کر دیا جاؤں - چاندنی رات اور ٹھنڈی ہوا میں اِدھر اُدھر اُچھلنا کُودنا بُہت اچھّا معلُوم ہوتا ہے - اگر گڈریا مجھ کو چھوڑ دے ، تو مَیں ساری رات اُچھلُوں کُودُوں اور خوشیاں مناؤں - ماں نے کہا - اَرے بیوُقُوف ! گڈریے کی بڑی مِہربانی ہے کہ وُہ رات کو ہمیں اِس جگہ بند کر دیتا اور آس پاس کُتّے چھوڑ دیتا ہے ، کہ اگر کوئی پکڑنے آئے ، تو وُہ بھونک کر خبر کر دیں - ہم سب کو گڈریے کا شُکریہ ادا کرنا چاہیے ، کہ وُہ ہم پر اِس قدر مِہربانی کرتا ہے - ماں کے اِس

کہنے کا بچّے پر کچھ اثر نہ ہوا اور یہ نصیحت اُس کو کچھ پسند نہ آئی۔ ایک دِن ایسا اِتّفاق ہُوا، کہ سب بھیڑیں شام کو گھر میں آ گئیں اور وہ بچّہ ایک جھاڑی میں چھُپا رہا۔ ماں کے ساتھ واپس نہ آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جھاڑی سے نِکل کر اُچھلنے کُودنے اور جی میں کہنے لگا، کہ اب تو میں آزاد ہُوں۔ آج رات بھر مزے سے چلُوں پھرُونگا اور مزے اُڑاؤُنگا۔ وہ اِس حالت میں تھوڑی ہی دیر اُچھلا کُودا تھا، کہ ایک شیر غُرّاتا ہُوا اُدھر آ نکلا۔ اب تو بچّے کے ہوش و حواس گم ہو گئے اور دِل میں کہنے لگا۔ کیا اچھّا ہوتا۔ کہ میں بھی بھیڑوں اور بکریوں کے

ساتھ اُس کوٹھڑی میں بند ہوتا۔ اُس نے یہ سوچ کر گڈریے کے مکان کی طرف چلنے کا ارادہ کیا ہی تھا، کہ شیر نے آکر اُس کی گردن پکڑ لی اور اپنے گھر لے گیا۔ شیر کے بچّے خوش ہو ہو کر اُچھلتے کودتے ہوئے اُس کے پاس آگئے اور سب نے مِلکر بھیڑ کے بچّے کو چٹ کر لیا۔ بھیڑ کے بچّے نے مہربان گڈریے کی مہربانی کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور اپنی ماں کا کہنا نہ مانا۔ اُس کا یہ نتیجہ ہوا ❖

لڑکیو! تمھیں اپنی ماں کا ہر ایک حکم ماننا چاہئے اور سوچنا چاہئے، کہ بھیڑ کے بچّے نے اپنی ماں کا کہنا نہ مان کر اپنا کیا حال کیا؟ ❖

(گل و ریحان)

دُم کٹی لومڑی

ایک لومڑی کسی شکاری کے جال میں پھنس گئی۔ اُس نے بہت کوشش کی، کہ میں نکل جاؤں، مگر نہ نکل سکی۔ تھوڑی دیر سانس لیکر اُس نے سوچا، کہ چاہے جان جاتی رہے۔ مگر اِتنا زور کرنا چاہیئے، کہ جال ٹوٹ جائے اور میں نکل جاؤں۔ یہ سوچ کر اُس نے پُورا زور لگایا۔ آخر جال کو توڑ کر نکل گئی۔ لیکن اِس زور آزمائی میں اُس کی دُم ٹوٹ کر جال میں رہ گئی۔ جال کے جنجال سے نجات پاکر وُہ اپنے دِل میں یہ سوچتی ہُوئی جا رہی تھی، کہ دُم کٹ گئی۔

یہ بہت بُرا ہُوا - مگر اللہ میاں کا شکر ہے، کہ میری جان تو بچ گئی - جان بچی لاکھوں پائے - لیکن اب دُم کٹوا کر دُوسری لومڑیوں کو کیسے مُنہ دِکھاؤں! چنانچہ وُہ بہت دِنوں تک اکیلی اپنے گھر میں پڑی رہی - کہیں باہر نہ نِکلی - جب بھوک کے مارے بُرا حال ہونے لگا اور گھر پڑے پڑے دِل بھی بہت گھبرایا، تو اُس نے سوچا، کہ کسی تدبیر سے سب لومڑیوں کی دُم کٹوا دُوں - نہ اُن کی دُم ہوگی، نہ مجھ پر ہنسینگی - یہ سوچ کر وُہ اپنے گھر سے نِکلی اور درختوں کی آڑ میں اِس طرح کھڑی ہوئی، کہ اُس کی دُم چھپی رہے - اُس نے لومڑیوں کو آواز دے کر پکارنا شروع کیا - یہاں تک

کہ بہت سی لومڑیاں آ کر جمع ہو گئیں۔ جب مجلس خُوب بھر گئی، تو اُس نے سب لومڑیوں کو مخاطب کر کے اِس طرح تقریر شروع کی +

اَے میری بہنو! میں نے آج آپ کو ایک بہت ضروری کام کے لئے بُلایا ہے۔ میں ایک تجویز آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں۔ اگر آپ کو پسند آ جائے، تو اچھّا ہے۔ میں مدّت سے سوچا کرتی تھی، کہ دُم رکھنے سے ہم کو کیا فائدہ ہے۔ میں نے جہاں تک سوچا دُم رکھنے میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے فائدہ کچھ بھی نہیں۔ اوّل تو ناحق کا بوجھ ہے اور اِس کی وجہ سے ہم تیزی سے نہیں بھاگ سکتے۔ دُوسرے اِس کے سبب

ہے شکاری ہمیں بہت جلد پکڑ لیتے ہیں۔ اِس دُم ہی کے لالچ سے وُہ ہم کو پکڑنا چاہتے ہیں۔ اگر دُم نہ ہو، تو پھر ہمارے پکڑنے کا خیال بھی کسی شکاری کو نہ آئے۔ اِس لئے میری یہ رائے ہے کہ اِس دُم کو بالکل اُڑا دینا چاہئیے۔ جب تقریر ختم ہوئی، تو ایک لومڑی جس نے اُس کی کٹی ہوئی دُم کو دیکھ لیا تھا۔ آگے بڑھی اور کہا کہ میں اِس تجویز کو پسند نہیں کرتی۔ یہ دُم بھی خُدائے تعالےٰ کی دی ہُوئی نعمت ہے۔ ہم کسی کے کہنے سے اِس کو کیوں کٹوائیں؟ اِس بیچاری کی دُم کٹی ہوئی ہے۔ اِس لئے یہ چاہتی ہے، کہ ساری برادری کی دُم کٹ جائے۔ جب ہم بھی اِس کی طرح جال میں پھنس

جائینگے، تو اپنی دُم کٹوا لینگے۔ دُم کٹی لومڑی یہ سُن کر بہت شرمندہ ہُوئی اور سب نے اُس کی ہنسی اُڑائی ٭

اِس کہانی سے معلُوم ہوا، کہ عیب دار لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جو عیب ہم میں ہے، وُہی سب میں ہو جائے ٭

(گل و ریحان)

ماں کی محبّت

مُلکِ فرانس میں ایک بُوڑھی عورت اِس قصُور میں پکڑی گئی، کہ اُس نے بغاوت کا کام کیا تھا۔ اُس کو کچہری سے یہ سزا ملی کہ بھُوکا پیاسا رکھا جائے۔ یہاں تک کہ بھُوک پیاس کی شدّت سے اُس کا دم نکل جائے۔ چُنانچہ اُسے ایک

اَیسے قَید خانے میں رکھّا گیا، جہاں نہ کوئی اُس کو دیکھ سکتا تھا اور نہ ایک بُوند پانی کی اُسے پینے کے لئے مِل سکتی تھی۔ کبھی کوئی اِس قَید خانے سے زِندہ نہ نِکلا تھا۔ جس کو بھُوک پیاس کے عذاب میں مارنے کی سزا دی جاتی تھی، وُہ اِسی جگہ بھیجا جاتا تھا۔

اِس بُوڑھی عورت کی ایک جوان بیٹی بھی تھی۔ جس کی گود میں ایک دُودھ پیتا بچّہ تھا۔ بیٹی کو ماں سے حد درجہ محبّت تھی۔ ماں کی یہ تکلیف سُن کر وُہ بے چین ہوگئی۔ اُس کی سمجھ میں نہ آتا تھا، کہ ماں کو کِس طرح مدد پہنچائے۔ سوچتے سوچتے آخر اُس نے اِس قَید خانے کے داروغے سے اِس بات کی اجازت چاہی، کہ ماں

سے مُلاقات کر سکے۔ داروغے نے اُس کے
تمام کپڑے خُوب ٹٹول کر دیکھے، کہ کہیں
اُن میں کھانے پینے کی کوئی چیز چُھپی
ہُوئی نہ ہو۔ جب سب طرح دیکھ بھال
چُکا، تو اُس کو ماں کے پاس جانے کی
اِجازت دیدی۔ لڑکی اُسی طرح ہر روز
داروغے کو کپڑوں کی تلاشی دے کر جاتی
اور ماں بیٹی کچھ دیر باتیں کرتی رہتیں
دس پندرہ دن گزر گئے۔ مگر بُڑھیا نہ
مری۔ داروغہ ہر روز بُڑھیا کو دیکھتا اور
حیران ہوتا، کہ وُہ اُسی طرح زِندہ اَور
سلامت مَوجُود ہے۔ اِس عجیب بات کی
خبر افسروں کو دی گئی اور کہا گیا، کہ
اُس کی بیٹی ہر روز آتی ہے۔ ہم اُس
کی اچھی طرح تلاشی لے کر اندر جانے

دیتے ہیں - مگر نہیں معلوم وہ کیا چیز
بڑھیا کو دے جاتی ہے - جس سے وہ نہیں
مرتی - افسروں نے کہا - آج جس وقت
اُس کی بیٹی آئے ، تو تم چھپ کر دیکھنا ، کہ
وہ اپنی ماں سے کیا باتیں کرتی ہے اور
کیا چیز اُسے دینی ہے - جب نگہبانوں نے
چھپ کر دیکھا ، تو اُن کو اِس قدر حیرت ہوئی
کہ اُس کا بیان کرنا مُشکل ہے - اُنھوں
نے دیکھا ، کہ بیٹی ماں کو اپنا دُودھ پلا
رہی ہے اور ماں ننھّے بچّے کی طرح
چُسر چُسر پی رہی ہے - فوراً افسروں کو
خبر کی گئی - اُنھوں نے بھی آکر یہ تماشا
دیکھا اور حیران رہ گئے - آخر ماں بیٹی
کی محبّت کا خیال کر کے بوڑھی عورت کو
مُعاف کر دیا گیا - دونوں ماں بیٹی خوشی

خوشی خوشی اپنے گھر گئیں ۔

لڑکیو! ماں بیٹی کی محبّت پر غور کرو۔ دیکھو۔ بیٹی کو ماں سے کِس قدر محبّت تھی۔ اِس محبّت نے بیٹی سے ایسا کام کرایا، کہ آج تک اُس کا نام یادگار چلا آتا ہے اور جب تک مُلکِ فرانس کی تارِیخ دُنیا میں رہیگی، اُس کا نام بھی دُنیا میں روشن رہیگا۔

عِلم و عقل

نظم

گنج قارُوں - رہزن - وقار - زیرِ نگیں

عِلم کی دَولت ہَے ایسی لازوال
جس کے آگے کُچھ نہیں قارُوں کا مال

عُمر بھر پڑھتے پڑھاتے جائیے
پا سے جتنا لُٹاتے جائیے
یہ وُہ دَولت ہَے کہیں لے جاؤ ساتھ
پڑ نہیں سکتی کسی رہزن کے ہاتھ
علم سے اِنساں کو حاصِل ہے وقار
ورنہ حیوانوں میں ہَے اُس کا شُمار
عقل کو ہر نیک اَور بد کی تمیز
علم سے ہوتی ہَے حاصِل اَے عزیز!
عقل رکھنے پر بھی ہَے جاہِل بشر
آدمی کی شکل کا اِک جانور
جان لوگے پڑھ کے چوپائے کی نقل
جانور بھی کُچھ نہ کچھ رکھتے ہیں عقل
جو پکھیرو تُم کو آتے ہیں نظر
اُن میں کوّا ہَے سیانا کس قدر
ناتوان و بے زباں چیونٹی غریب

جس کو مُشکل سے ہو اِک دانہ نصیب
اپنی روزی آپ کرتی ہے تلاش
یہ بساط اور اُس پہ یہ عقلِ معاش
شہد کی مکھی بناتی ہے جو گھر
اُس میں بھی کاریگری کے ہیں ہُنر
عقل ہی پر ہے جو ناز اے بُوالہوس!
دیکھ! تجھ سے کم نہیں مور و مگس
صرف پا کر علم کا اعزاز تو
ہے گروہِ خلق میں ممتاز تو
دولت و اقبال کا زیور ہے علم
عقل کے آئینے کا جوہر ہے علم
علم کے محتاج محتاج و غنی
علم ہی کنجی ہے عقل و فہم کی
جب خزانہ علم کا ہو ناپدید
کیا کریں ہم عقل کی لیکر کلید

کیسے کیسے کام مُشتِ خاک سے
ہو رہے ہیں عِلم سے اِدراک سے
عِلم اُڑاتا ہے پھریرے فتح کے
مُلکوں مُلکوں اُس کے ہیں ڈنکے بجے
شاہ اپنے مُلک کا ہے حکمراں
عِلم کے زیرِ نگیں ہے کُل جہاں
حاکم اپنے شہر کا ذی اِختیار
عِلم والا ہر جگہ با اِقتدار
عِلم ہے سرمایۂ حُسنِ عمل
یہ نہ ہو تو دین میں آئے خلل
عِلم سے دُنیا میں رہ کر نیک نام
آخرت کے بھی سنور جاتے ہیں کام
عِلم والے لوگ با نام و نشاں
مر کے بھی زندہ ہیں زیرِ آسماں
عِلم سے جو چاہو سب کچھ جان لو

حد یہ ہے اللہ کو پہچان لو
عقل تاریکی میں پڑ جائے اگر
علم ہی کی روشنی ہو راہبر
عقل کو مِلتا نہیں جس کا سُراغ
ڈھونڈتا ہے علم اُسے لیکر چراغ
علم نورِ شمعِ عرفان ہے شفیق
اِس سے روشن ہوتے ہیں چودہ طبق

(شفیق عماد پوری)

دو بھائی

مُونس

شہر بیت المقدّس جو مُسلمانوں اور عیسائیوں کی زیارت گاہ ہے، پہلے یہاں کُچھ بھی آبادی نہ تھی۔ بلکہ کھیتی ہُوا کرتی تھی۔ جس جگہ عبادت خانہ بنا

ہُوا ہے، وہ زمین دو بھائیوں کے قبضے میں تھی، جو اُنھوں نے وِرثے میں پائی تھی۔ دونوں مِل جُل کر کھیتی کرتے تھے اور جو کچھ پیدا ہوتا تھا، وہ آپس میں بانٹ لیا کرتے تھے۔ ایک بھائی کا بیاہ بھی ہو چکا تھا اور کئی بچّے بھی تھے۔ دُوسرے بھائی کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ ایک سال دونوں نے اس زمین میں گیہوں بوئے۔ جب اُن کو کاٹ چکے، تو دونوں نے برابر برابر دو ڈھیر لگا دیے۔ رات کو بن بیاہے بھائی نے سوچا، کہ میرے بھائی کی ایک بیوی اور کئی بال بچّے ہیں۔ وُہ سب اُسی کے حصّے میں سے کھاتے ہیں اور یہ بات اِنصاف سے دُور ہے، کہ جِتنا

حصّہ وُہ خُود لے، اُتنا ہی مُجھ کو بھی دے۔
یہ سوچ کر وُہ اُٹھا اور جا کر اپنے ڈھیر
میں سے غلّے کی ایک بڑی مقدار اپنے
بھائی کے ڈھیر میں ڈال آیا۔ اُسی رات اُس
کے بھائی نے اپنی بیوی سے کہا، کہ میرا
بھائی بالکل اکیلا ہے اور تنہائی میں کوئی
اُس کا مُونس نہیں ہے، جو اُس کو آرام
پہنچائے اور دن بھر کی محنت مزدُوری کے
بعد اُس کو کُچھ آرام ملے۔ یہ انصاف کی بات
نہیں ہے کہ جتنا حصّہ میں لُوں، اُتنا ہی
اُس کو دُوں۔ آؤ ہم تُم چلیں اور اپنے ڈھیر
میں سے غلّہ اُٹھا کر اُس کے ڈھیر میں ڈال
آئیں۔ چُنانچہ وُہ اُٹھے اور اپنے ڈھیر میں
سے غلّہ لے کر دُوسرے بھائی کے ڈھیر میں
ڈال آئے۔ صُبح کو دونوں بھائی کھیت پر

آئے اور یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے کہ دونوں ڈھیر ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ دونوں خاموش ہو رہے اور ایک نے دوسرے سے کُچھ نہ کہا۔ دُوسری رات کو اُنھوں نے پھر وُہی کام کیا، جو کل رات کیا تھا۔ صُبح کو دیکھا، تو پھر دونوں ڈھیر برابر تھے۔ آخر ایک دِن اِتّفاقاً وُہ دونوں ایک ہی وقت گھر سے نِکلے اور کھیت کے کِنارے دونوں کا مُقابلہ اِس حالت میں ہُوا کہ وُہ اپنے اپنے ڈھیر میں سے گیہوں اُٹھا رہے تھے۔ دونوں نے ایک دُوسرے سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ جو سچّا قصّہ تھا، دونوں نے ایک دُوسرے کو سُنا دِیا۔

یہی محبّت اور خلُوص تھا۔ جِس نے

بَیتُ المُقدّس والوں کو آمادہ کِیا ، کہ وُہ اللہ مِیاں کی بندگی کرنے کے لیئے اِس زمین پر ایک عِبادت خانہ بنائیں ۔ کیونکہ وُہ جگہ اَیسے نیک بخت بھائیوں کی تھی، جِن کے دِل ایک دُوسرے کی محبّت سے بھرے ہُوئے تھے ✤

لڑکیو ! جَیسی محبّت اِن دو بھائیوں میں تھی ، اَیسی ہی محبّت بہنوں میں ہونی چاہئے ✤

تکبُّر

لوحِ محفُوظ ۔ عِتاب ۔ مُستجابُ الدّعوات ۔ مامُون ۔ عزازیل ۔ تذلیل

اِسرافیل علیہِ السّلام نے لوحِ محفُوظ پر لکھا دیکھا کہ ایک بندہ اسّی ہزار برس

عِبادتِ اِلٰہی میں مصرُوف رہیگا - لیکن انجامِ کار اُس کی عبادت اُس کے مُنہ پر ماری جائیگی اَور ہر دو عالم میں وُہ نہایت ذلیل و رُسوا ہو گا - نیز عتاب و غضبِ اِلٰہی اُس پر نازِل ہوگا - یہ اِنتہائی خوف ناک سطریں دیکھ کر حضرت اِسرافیلؑ سر سے پاؤں تک کانپ اُٹھے اَور لرز گئے - آخر یہ کہ کر زار زار رونے لگے، کہ کہیں وُہ بندہ مَیں ہی نہ ہُوں - اُن کی یہ حالت دیکھ کر تمام ملائکہ جمع ہو گئے اَور اُن سے رونے اَور المناک ہونے کا سبب دریافت کیا - آپ نے بیان کیا، کہ مَیں نے لوحِ محفوظ پر ایسا ایسا لکھا دیکھا ہے - اِس لئے ڈرتا ہُوں، کہ کہیں وُہ بندہ مَیں ہی نہ ہُوں - یہ دِل ہِلا دینے

والی خبر سُن کر تمام فرشتوں کے دِلوں
میں سخت بے چینی اور دہشت پیدا ہوئی۔
کروڑوں فرشتوں کے جسم بید کی طرح
لرزنے لگے۔ بال بال اُن کا تھرّا اُٹھا
اِدھر سے اُدھر تک سب کے آنسو جاری
ہو گئے۔ اُن میں سے ہر ایک کو یہی
خوف پیدا ہُوا، کہ کہیں وُہ خطا وار
بد نصیب بندہ مَیں ہی نہ ہوں۔ اِس
کے بعد اُن سب نے مشورہ کیا، کہ
آؤ مِل کر عزازیل کے پاس چلیں۔
کیونکہ وُہ نہایت مُقرّب اور بڑا
مُستجابُ الدّعوات بندہ ہے۔ وہاں چل کر
اُس سے اپنے حق میں اِس اندیشے
سے مخلصی پانے اور مامُون ہونے کی
دُعا کرائیں۔ وُہ ضرُور ہمارے حق میں

دُعا کریگا، جو یقیناً مقبُول ہوگی۔ چُنانچہ تمام ملائکہ مِل کر عزازیل کے پاس پہنچے اَور اِس حشرتناک اَور پُر دہشت خبر سے اُسے اِطّلاع دی۔ یہ سُن کر عزازیل نے پروردِگار کی جناب میں دُعا کی اَور کہا کہ خُداوندا! تُو اپنی آتشِ قہر سے اِن معصُوموں کو بچا اور اُن کو محفُوظ و مطمئن فرما۔ عزازیل نے دُوسرے فرشتوں کے لئے تو دُعا اور سفارِش کی، لیکن اپنے نفس کو شامِل نہیں کیا۔ کیونکہ وُہ یہ سمجھتا تھا، کہ مَیں اِنتہائی عابد اَور مقبُول بارگاہِ خُداوندی ہُوں اَور مَیں نے دس دس ہزار برس تک ایک ایک آسمان پر پروردِگار کی عبادت کی ہے۔ لہٰذا اِس غرُور اَور تکبُّر نے اُس کو

ہلاک کیا اَور لَوحِ محفُوظ کا لِکھا اُسی کے آگے آیا اَور وُہی ابَدی لعنت اَور پھٹکار میں مُبتلا ہو کر ہمیشہ کے لئے "اِبلیسِ لعین" کے نام سے مَوسُوم ہُوا ؛

تکبُّر میں رہنا نہیں کوئی شَے
تکبُّر سے بچنا بڑی چیز ہَے
اِسی نے ڈُبویا عزازِیل کو
جو بچنا ہو تُم کو تو اِس سے بچو
اِسی سے ہیں برباد سب نیکیاں
اِسی سے ہَے تذلیل بھی بیگماں
یہی دُشمنِ جِنّ و اِنسان ہَے
تکبُّر ہی بس فعلِ شیطان ہَے
تکبُّر عزازِیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

شیرِ ببر

ہلالی شکل

شیرِ ببر سب جانوروں میں بڑا طاقتور اور شہ زور ہوتا ہے۔ اِسی لئے وُہ حیوانات کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ اس کا قد چار یا پانچ فٹ اونچا ہوتا ہے۔ اس کی گردن پر ایال ہوتی ہے۔ جب وُہ غُصّے میں ہوتا ہے، تو بڑا ہی خوفناک معلُوم ہوتا ہے۔ چھوٹے جانوروں کو ایسی آسانی سے اُٹھا کر لے جاتا ہے، جیسے بِلی چُوہے کو لے جاتی ہے۔ یہ دِن کو کچھار کے اندر رہتا اور رات کو شِکار کی تلاش میں نِکلتا ہے۔ یہ شِکار کے لئے چُھپ کر بیٹھ جاتا ہے۔

جب شکار نزدیک آتا ہے، تو جست کر کے اُس پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ شیر ببر جب گرجتا ہے، تو سب کا دِل دہل جاتا ہے۔ شیر میں یہ صِفت ہے، کہ وُہ اپنا ہی مارا ہُوا شکار کھاتا ہے۔ دُوسرے کا مارا ہُوا نہیں کھاتا۔ بلکہ اپنے شِکار میں سے دُوسروں کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ شیرنی کو اپنے بچّوں سے بڑی محبّت ہوتی ہے۔ جنگل میں اگر شیرنی کے بچّوں کو ذرا کوئی چھیڑ دے، تو شیرنی قیامت برپا کر دیتی ہے۔ جو لوگ شیر کا شکار کرنے جنگل میں جاتے ہیں، وُہ شیر سے اس قدر نہیں ڈرتے، جس قدر بچّوں والی شیرنی سے ڈرتے ہیں۔ شیرنی کی گردن پر ایال نہیں ہوتی۔

اَور وُہ جِسم میں شیر سے کِسی قدر چھوٹی
ہوتی ہے۔ شیرنی جب اپنے بچّوں کو
دُودھ پِلاتی ہے، تو دُودھ بچّوں کے
مُنہ میں سے زمین پر بھی گِرتا رہتا
ہے، جو دُودھ زمین پر گِرتا ہے، وُہ
بتاشے کی طرح جم کر خُشک ہو جاتا ہے۔
شیرنی کا دُودھ اِس طرح زمین پر جما
ہُوا اگر کِسی شِکاری کو مِل جاتا ہے،
تو وُہ اُس کو بڑی اِحتیاط سے اُٹھا
لاتا ہے، جو دوا کے طَور پر بعض
اَمراض میں کام آتا ہے۔ بعض عَورتیں
شیر کے ناخُن چاندی یا سونے میں
منڈھوا کر اپنے بچّوں کے گلے میں
ڈالتی ہیں اَور اپنی بیوقُوفی کے سبب یہ
سمجھتی ہیں، کِہ بچّہ اِن ناخُنوں کے اثر

سے خُوب تندُرُست اَور بے خطر رہیگا۔ شیرِ ببر راجپُوتانہ اَور مَمالکِ مُتوسِّط کے جنگلوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن کٹہری شیر جو پیلی بھیت اَور روہیلکھنڈ کے جنگلوں میں ہوتا ہے، وُہ بہُت زیادہ طاقتور اَور خوفناک ہوتا ہے۔ وہاں کے شیر کی گردن پر ایال نہیں ہوتی۔ رنگت زرد ہوتی ہے جِلد پر ہلالی شکل کے سِیاہ داغ ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہاں کا شیر مع دُم کے گیارہ ہاتھ لمبا ہوتا ہے۔ جس جنگل میں وُہ شیر آجاتا ہے، جنگلی ہاتھی اُس جنگل کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں ﴿

حضرت نُوح عَلَیہِ السَّلَام

پیشکش - طوبیٰ

حضرتِ نُوح عَلَیہِ السَّلَام کو خُدا تعالےٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے پیغمبر بنایا۔ اُنھوں نے لوگوں کو سمجھایا، کہ بُتوں کی پرستش چھوڑ دو۔ خُدا تعالےٰ کی عِبادت اَور اُسی کے احکام کی تعمیل کرو۔ لیکن اُن کے زمانے میں اَیسے نالائق لوگ تھے، کہ اُن کی نصیحتوں پر مُطلق توجُّہ نہ کرتے اور طرح طرح سے اُن کو ستاتے تھے۔ حضرت نُوح عَلَیہِ السَّلَام کی ساڑھے نو سو برس کی عُمر ہوئی، جو تمام کی تمام لوگوں کو نصیحت کرنے میں گزاری۔ اِس طویل مُدّت میں صِرف اسّی آدمی

اُن پر اِیمان لائے ۔ سنگدِل کُفّار کی شرارتیں جب حد سے بڑھ گئیں ، تو حضرتِ نُوح عَلَیہِ السَّلَام نے مجبُور ہو کر بد دُعا کی ۔ خُدائے تعالٰے نے حضرتِ نُوحؑ پر وحی نازِل کی ، کہ ہم اِن سب کو طُوفان میں غرق کر دینگے اَور تجھ کو مع تیرے ساتھیوں کے بچا لینگے ۔ حضرتِ نُوحؑ نے خُدائے تعالٰے کے حُکم کے مُوافِق کشتی بنانی شرُوع کی ۔ کُفّار جب آپؑ کو کشتی بناتے ہُوئے دیکھتے ، تو ہنستے اور مذاق اُڑاتے ، کہ خُشکی میں کشتی بنا رہا ہے ۔ کیسے چلائیگا ؟ اَور کہاں پار لگائیگا ؟ آخر جب کشتی بن کر تیّار ہو گئی ، تو حضرت نُوحؑ نے تمام اُن لوگوں کو جو اُن پر اِیمان لائے تھے اور چرند و پرند

وغیرہ ہر قسم کے جاندارں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کیا ۔ آسمان سے پانی برسنا اور ایک تنور سے پانی اُبلنا شروع ہوا ۔ حضرت نوح علیہ السّلام کی بیوی اَور اُن کا ایک بیٹا جس کا نام کنعان تھا ، کشتی میں سوار نہ ہوئے ۔ حضرت نوحؑ نے بیٹے سے کہا ۔ آؤ ۔ کشتی میں سوار ہو لو ۔ اُس نے کہا ۔ مَیں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤنگا ۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا ، کہ آج سوائے خُدائے تعالےٰ کے اَور کوئی کسی کو نہیں بچا سکیگا ۔ اِتنے میں پانی کی ایک لہر آئی اور کنعان ڈُوب گیا ۔ تمام میدان ، مکان ، پہاڑ وغیرہ پانی میں غرق ہو گئے ۔ جدھر نظر اُٹھتی تھی ، پانی ہی پانی نظر آتا تھا ۔ حضرت نوحؑ

کی کشتی اُس پانی میں تیرتی ہوئی پھرتی تھی۔ چالیس دن تک کشتی پانی پر تیرتی رہی۔ پھر پانی کم ہونا شروع ہوا اور کشتی جُودی پہاڑ کی چوٹی پر ٹک گئی۔ بتدریج کم ہوتے ہوتے پانی بالکل خشک ہو گیا۔ حضرتِ نوح عَلَیہِ السّلام، اُن کے بیٹے اور ساتھی کشتی سے اُترے اور دُنیا میں آباد ہوئے۔ اُن کی نسل سے بڑھتے بڑھتے مُلک کے مُلک آباد ہو گئے۔ حضرت نوحؑ کے تین بیٹے تھے۔ جن کی اولاد ساری دُنیا میں پھیل گئی۔ اُن تینوں بیٹوں کے نام حام، سام اور یافث تھے۔

لومڑی اَور گلہری

ایک کُتّے اَور ایک گلہری کی بہت دوستی تھی۔ وُہ دونوں ایک دفعہ جنگل کی سیر کو گئے۔ پھرتے پھراتے اُنھیں وقت کا بالکل خیال نہ رہا۔ جب رات ہونے کو آئی، تو اُنھیں واپسی کی سُوجھی چونکہ اپنے گھر سے بہت دُور نِکل آئے تھے، اِس لئے دونوں نے یہ صلاح کی، کہ اِسی جنگل میں رات بسر کریں۔ چُنانچہ وُہ ایک پُرانے درخت کے پاس گئے کُتّے نے اِدھر اُدھر پھِر کر جو دیکھا، تو درخت کی جڑ میں ایک کھوہ نظر آئی۔ جِس میں سُوکھے ہُوئے پتّے بھرے ہُوئے

تھے - وہ گرم بستر کتّے نے اپنے لئے پسند کیا - گلہری بھی دوڑ کر اُسی درخت پر چڑھ گئی اور ایک ڈالی پر بسیرا کیا - دونوں آرام سے سو گئے - بہت رات گئے جب چاند نکلا اور چاندنی ہر طرف پھیل گئی ، تو ایک لومڑی شکار کی تلاش میں وہاں آ نکلی - جب گلہری پر اُس کی نظر پڑی ، تو اُس کے مُنہ میں پانی بھر آیا اور اُس نے اپنے ہونٹ چاٹ کر کہا کہ رات کا کھانا تو قریب ہی مل گیا - اب اُس نے سوچا ، کہ کسی حکمت سے گلہری کو درخت سے نیچے اُتارنا چاہیئے - یہ سوچ کر اُس نے گلہری کو مخاطب کر کے کہا ، کہ اَے میری چھوٹی سی سہیلی ! مجھے اس بات کا بہت رنج ہے -

کہ تُم کو جگا کر تکلیف دی - لیکن تم کو دیکھ کر مَیں بہت خوش ہُوئی - میں صُبح تک یہاں نہ ٹھیر سکُونگی - تُم کو شاید معلُوم نہ ہو - مَیں تمھاری چچازاد بہن ہُوں - میرے باپ تمُھارے چچا تھے - وُہ مرتے وقت مجُھ کو وصیّت کر گئے تھے، کہ جب تک تجُھ کو تلاش نہ کر لُوں، آرام نہ کروں - کیونکہ جو چیزیں تمُھارے چچا چھوڑ مرے ہَیں، اُن میں سے کچھ تمُھارے حصّے کی ہَیں، پس تُم مہربانی کر کے نیچے اُتر آؤ - افسوس ہَے کہ مَیں درخت پر نہیں چڑھ سکتی - ورنہ خُود تمُھارے پاس آ جاتی ÷

گلہری لومڑی کی مکّاری سے واقف تھی - مطلب سمجھ گئی - اُس کی چکنی چُپڑی باتیں سُن کر مُسکرائی اَور بولی - بہن! جس طرح

تم مجھ سے محبت رکھتی ہو، اسی طرح
تم کو میرے ہمراہی دوست سے بھی
محبت کرنی چاہیے، جو اسی درخت کی
جڑ میں سو رہا ہے۔ جب تک میں
نیچے اتروں، تم اس کو جگاؤ۔ لومڑی یہ
سنکر بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ خوش
قسمتی سے ایک کی جگہ دو گلہریاں مل گئیں
اس نے دوڑ کر درخت کی کھوہ کو کھٹکھٹایا
اور کتا فوراً کود کر باہر نکل آیا۔ اب تو
لومڑی کے ہوش اُڑ گئے اور کتے کو
دیکھتے ہی ایسی دم دبا کر بھاگی، کہ
پیچھے پھر کر نہ دیکھا ۔

انسان کو دغا باز اور فریبی لوگوں کے
دھوکے میں نہیں آنا چاہیے ۔

کوڑھی، اندھا، گنجا

پہلے وقتوں میں تین شخص تھے۔ ایک کوڑھی، دُوسرا اندھا، تیسرا گنجا۔ تینوں بڑی مُفلسی اور تکلیف کی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ تینوں نے مِل کر خُدا تعالےٰ سے اپنی تندرُستی اور تونگری کے لئے دُعا کی۔ خُدا تعالےٰ نے فرشتے کو حُکم دیا۔ وُہ اوّل کوڑھی کے پاس آیا۔ اُس کے بدن پر ہاتھ پھیرا۔ کوڑھی اچھا خاصا تندرُست ہو گیا۔ پھر اُس کو ایسی تدبیر بتائی، جس سے اُس کے پاس ہزاروں گائے، بھینسیں اور بھیڑ بکریاں جمع ہو گئیں۔ جنگل اُس کے مویشیوں سے

بھر گیا - پھر فرشتہ گنجے کے پاس گیا - اُس کے سر پر ہاتھ پھیر کر گنج کو اچھا کیا - اُس کے پاس بھی ہزارہا مویشی جمع ہو گئے اور بڑا امیر کبیر بن گیا - اسی طرح اندھا بھی اچھا ہو کر امیر بن گیا - جب تینوں خوب مالدار بن کر عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے ، تو خدائے تعالےٰ نے اُسی فرشتے کو تینوں کی آزمائش کے لئے حکم دیا - فرشتے نے اوّل پہلے شخص کے پاس آکر کہا کہ تم پہلے کوڑھی اور مفلس تھے - خدائے تعالےٰ نے تم کو تندرست اور مالدار بنایا - میں ایک مسافر اور مفلس ہوں - تم خدائے تعالےٰ کی مہربانی کے شکریئے میں مجھ کو ایک بھینس دے دو - تا کہ

اُس کے دُودھ سے میری گزر بسر ہو سکے۔
اُس نے جواب دیا، کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔
مَیں نہ کبھی کوڑھ کے مرض میں مُبتلا تھا،
نہ مُفلِس تھا۔ ہمیشہ سے ایسا ہی مالدار
اور تندُرُست ہُوں۔ تُم کو ہرگز کوئی
بھینس نہ دُونگا۔ فِرِشتے نے کہا۔ اچھا
خُدا کرے۔ تُم جیسے پہلے تھے، وَیسے ہی
ہو جاؤ۔ چُنانچہ وُہ اُسی طرح کوڑھی اور
مُحتاج بن گیا۔ اُس کی تندُرُستی اور دولت
سب جاتی رہی۔ اُس کے بعد فِرِشتہ
دُوسرے شخص کے پاس گیا۔ اُس نے
بھی پہلے شخص کی طرح جواب دِیا۔ فِرِشتے
نے اُس کے لئے بھی بد دُعا کی اور وُہ بھی
پہلے کی طرح گنجا اور مُفلِس ہو گیا۔ پِھر
تیسرے کے پاس آیا۔ اُس نے فِرِشتے

کا کلام سُنکر کہا، کہ واقعی مَیں پہلے اندھا اَور بہت مُفلس تھا۔ یہ سب مال و دَولت خُدائے تعالیٰ کی بخشِش ہَے۔ اُس کے نام پر سب کچھ دینے کو تیّار ہُوں۔ تُم جتنی بھیڑیں چاہو، لے لو۔ مُجھ کو کوئی عُذر نہیں۔ فرشتہ اُس کی خاطرداری اَور مِہربانی کے سُلوک سے بہُت خُوش ہُوا۔ اُس کے لئے برکت کی دُعا کی اَور کہا نہ مَیں مُسافِر ہُوں، نہ مُجھ کو کسی چیز کی ضُرورت ہَے۔ مَیں تُم تینوں کا صِرف اِمتحان کرنے آیا تھا۔ تُمھارے باقی دوست، تو اِمتحان میں ناکام ہُوئے اَور اُسی حالت میں پھر لَوٹا دِیئے گئے۔ لیکن تُم اِمتحان میں کامیاب ہوگئے۔ اب تُم اِطمینان اَور خُوشی سے

ساتھ رہو اور چین کرو ٭

اِس حکایت سے معلوم ہوا، کہ خدا تعالٰے کی نعمت پر اُس کا شُکر ضرور ادا کرنا چاہیئے اور اپنے مال و دولت پر انسان کو مغرور نہ ہونا چاہیئے ٭

نغمۂ توحید

ہر نیک و بد کی یکساں کرتا ہے خیرخواہی
شایاں ہے تجھ کو یا رب! عالم کی بادشاہی
ہستی کی تیری ہر شے دیتی ہے یاں گواہی
جلوے سے تیرے پُر ہے از ماہ تا بماہی
قدرت تری عیاں ہے ہر شے سے یا اِلٰہی!
ہمجنس کی محبت ہر فرد کو عطا کی
انساں کے دِل میں پیدا کی خاص دردمندی

بچّے کو ایک دن کے پہچان دُودھ کی دی
سینے میں ماں کے اُلفت بچّے کی اپنے رکھّی
شفقت تری عیاں ہے ہر شے سے یا اِلٰہی!

مغرُور جس نے ہو کر دُنیا میں سر اُٹھایا
اِک چیونٹی سے تُو نے نیچا اُسے دِکھایا
پھر سے اگر وُہ اپنے پھر بھی نہ باز آیا
لوحِ جہاں سے مثلِ حرفِ غلط مِٹایا
قُوّت تری عیاں ہے ہر شے سے یا اِلٰہی!

سُوکھے شجر ہیں تُو نے بارِش سے جان ڈالی
سرسبز ہو گئی پھر اُس کی ہر ایک ڈالی
موسم پہ جب لگا پھل تیار کر کے ڈالی
آقا کے پاس اپنے وُہ لے چلا ہے مالی
قُدرت تری عیاں ہے ہر شے سے یا اِلٰہی!

اِک پھول لے کے دیکھو کیا رنگ خُوشنما ہے
پتّی کی ساخت میں بھی اعجاز کیا کِیا ہے

کیسی رگیں ہیں نازک ریشوں کو کیا سیا ہے
بُو کیسی بھینی بھینی اور کتنی جانفزا ہے
صنعت تری عیاں ہے ہر شے سے یا الٰہی!
ملتی ہے ہر طرف سے ہر وقت یہ شہادت
ہم سب پہ حکمراں ہے دُنیا میں اِک صداقت
کرتی ہے رات دن جو دل کو یہی ہدایت
بد کا نتیجہ ہے بد نیکی کا پھل سعادت
حُجّت تری عیاں ہے ہر شے سے یا الٰہی!
ہر اک نظر کو خواہش تیرے جمال کی ہے
ہر ایک جان شائق تیرے وصال کی ہے
قائل ہر ایک دانش تیرے کمال کی ہے
تعریف غیر ممکن تیری مثال کی ہے
وحدت تری عیاں ہے ہر شے سے یا الٰہی!
ظاہر جہاں کو کر کے خود آپ کو چھپایا
عقلِ رسا نے لیکن اس رمز کو نہ پایا

یہ سانگ تُو نے یا رب! کس واسطے دکھایا
یہ رنگ تُو نے آخر ہے کس لئے رچایا
حکمت تری عیاں ہے ہر شَے سے یا الٰہی!
عارف نے معرفت کے جب جزر و مد کو دیکھا
عاجز حواس پائے حیراں خرد کو دیکھا
بیکار ہندسے کو ناقص عدد کو دیکھا
حجّت کو ہیچ پایا باطل سند کو دیکھا
عظمت تری عیاں ہے ہر شَے سے یا الٰہی!

سرگُندھوانا

آج مکتب میں چھُٹّی ہے۔ تمام لڑکیاں خُوشی منا رہی ہیں۔ سب نے نہا دھو کر کپڑے بدلے ہیں۔ ایک لڑکی اپنی ماں سے سر گُندھوا رہی ہے۔ کنگھی مُوباف اور تیل کی پیالی پاس رکھی ہے۔

کیوں بہن ! اِس لڑکی نے اِتنا شور کیوں مچا رکھا ہے ؟ بہن ! یہ بڑی ضِدّن ہے - ماں جب اِس کا سر دھوتی اور گُوندھتی ہے ، تو یہ مچلنا شُروع کر دیتی ہے - ماں کو بھی غُصّہ آ جاتا ہے - وُہ بالوں کی لٹیں پکڑ کر کھینچ لیتی ہے - اِس سے یہ اَور بھی دہاڑتی اور غُل مچاتی ہے ۔

جو لڑکیاں جلدی جلدی نہا کر کپڑے نہیں بدلتیں اور سر نہیں دُھلواتیں ، اُن کے بدن اَور کپڑوں سے بُو آنے لگتی ہے اَور اُن کے سروں میں جُوئیں پڑ جاتی ہیں - ماں رات کو پاس نہیں سُلاتی - کہ ایسا نہ ہو، میرے کپڑوں اَور سر میں بھی جُوئیں چڑھ جائیں

مکتب میں جاتی ہے۔ تو میلے کپڑے
اور سر دیکھ کر استانی جی ناراض ہوتی
ہیں۔ اپنے پاس نہیں بٹھاتیں۔ مکتب
کی لڑکیاں بھی میلی کچیلی لڑکی سے الگ
تھلگ رہتی ہیں اور ڈرتی ہیں کہ ایسا نہ ہو،
اُس کے سر اور کپڑوں کی بلائیں ہمارے
کپڑوں میں چڑھ جائیں اور پھر ہم سے
بھی اُستانی جی اور سب لڑکیاں ہٹ کر
بیٹھنے لگیں۔

پیاری لڑکیو! اپنے کپڑے اور بال
ہمیشہ صاف اور ستھرے رکھو۔ جو کوئی
دیکھے گھن نہ کھائے اور تمہیں پیار سے
اپنے پاس بٹھائے۔

جب سر دھوؤ، تو گندھوانے سے پہلے
بالوں کو اچھی طرح سُکھا لو۔ گیلے بالوں

سر گندھوا لیتے ہیں، تو اِس سے بھی سر میں بو پیدا ہو جاتی ہے ؂
بالوں کا بالکل رُوکھا رکھنا بھی اچھا نہیں ہے۔ جب بال سُوکھ جائیں، تو چنبیلی یا دھوئی تلی کا تیل خواہ کوئی اور تیل جو تمھاری اماں تمھارے لئے پسند کریں، وُہ سر میں ڈالو۔ تیل سے بال بڑھتے اور مضبوط ہوتے ہیں۔ دیکھنے میں بھی چمکتے ہوئے اور خوبصورت نظر آتے ہیں ؂

سب کو اپنی جان پیاری ہے

۱۔ کسی بستی میں ایک بڑھیا رہتی تھی۔ اُس کی ایک لڑکی تھی۔ جس سے

بُڑھیا کو بیحد محبّت تھی ۔ ایک مرتبہ وُہ لڑکی بیمار ہُوئی ۔ بُڑھیا لڑکی کی بیماری سے بہت غمگین ہوئی ۔ رو رو کر خُدا سے دُعا مانگنے لگی ، کہ اِلٰہی ! اِس لڑکی کو بچا لے اور اس کے عِوض مجُھ کو اُٹھا لے ۔ اگر میری بیٹی کی عُمر پُوری ہو چکی ہے ۔ تو میری بقیۃ عُمر اُس کو دے دی جائے اور اُس کی جگہ میری رُوح قبض کر لی جائے ۔ یہ دُعا مانگ کر بُڑھیا رنج و غم سے نِڈھال ہو کر مُنہ لپیٹ کر ایک چارپائی پر لیٹ رہی ۔ اِتّفاقاً اُسی وقت ایک گائے گھر میں آئی اور باورچیخانے میں جا کر برتنوں میں مُنہ ڈالنے لگی ۔ ایک دیگچی میں گائے نے مُنہ ڈالا ، تو باہر نہ نکال سکی ۔

گائے گھبرائی ہوئی گھر میں اِدھر اُدھر پھرتی تھی۔ مُنہ اور سینگ دیگچی کے اندر چھپے ہوئے تھے۔ بڑھیا گائے کے آنے سے بالکل بے خبر تھی۔ اب جو گھر میں گائے کے دَوڑنے پھرنے کی آواز سُن کر مُنہ کھولا، تو گائے کو اس عجیب و غریب شکل میں دیکھ کر سمجھی کہ یہ مَلکُ المَوت یعنی رُوح قبض کرنے والا فرشتہ ہے۔ فوراً رگڑا رگڑا کر نہایت عاجزی کے ساتھ ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی، کہ مَیں تو ایک بیچاری بُوڑھی عورت ہوں۔ اِس طرف آپ نہ آئیے میری بیٹی جو بیمار ہے اَور جس کی رُوح قبض کرنے آپ تشریف لائے ہیں، وُہ اُس سامنے کے کمرے

ہیں پڑی ہے۔ اُس طرف تشریف لے جائیے ✦

۲۔ ایک بُوڑھا لکڑیوں کا گٹھا سر پر اُٹھائے ہُوئے جنگل کی طرف سے چلا آ رہا تھا۔ آخر اِس بھاری بوجھ سے تھک کر اور اُکتا کر لکڑیوں کے گٹھے کو اُس نے زمین پر ڈال دیا اور زور سے آواز دی، کہ اَے موت! تُو کہاں ہے؟ جلدی آ اور اِس مُصیبت کی زندگی سے مُجھے چھُڑا۔ اُس کی خواہش کے مُوافق ملک المَوت فوراً آ موجود ہُوا اور بولا کہ کیوں چِلّاتا اور موت کو بُلاتا ہے؟ مَیں موت کا فرِشتہ ہوں۔ بول کیا کروں؟ موت کے فرِشتے کو دیکھتے ہی بُوڑھے کے اوسان خطا ہو گئے

اور بولا کہ جنابِ عالی! مہربانی کر کے اِتنا سہارا لگا دیجئے، کہ مَیں اِس لکڑیوں کے گٹھے کو اپنے سر پر رکھ سکوں۔

اِیثار

(خود تکلیف اور نقصان اُٹھا کر دُوسروں کو آرام اور نفع پہنچانا)

۱- ایک شخص حضرت سرورِ عالم صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم کی خدمتِ بابرکت میں آیا اور سُوال کیا یعنی کچھ کھانے کو مانگا۔ آپ نے ایک بی بی کے پاس آدمی بھیجا، کہ کچھ کھانے کو لائے۔ اُنھوں نے کہا کہ میرے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر دُوسری بی بی کے ہاں بھیجا۔ وہاں بھی کچھ نہ تھا۔ پھر اور بیبیوں کے

پاس بھیجا - مگر کسی کے یہاں سے کچھ نہ ملا
آخر آپ نے فرمایا، جو اس سائل کی
ضیافت کریگا، خدا اُس پر رحمت کریگا-
یہ سُن کر ابُو طلحہ رضی اللہُ عنہُ اُٹھ کھڑے
ہُوئے اور کہنے لگے کہ میں اِس شخص کی
ضیافت کرتا ہُوں - چُنانچہ وہ اُس کو اپنے
گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے پُوچھا،
کہ گھر میں کچھ کھانے کو ہے ؟ اُس نے
کہا - چھوٹے بچّوں کے لئے کسی قدر ہے -
ابُو طلحہؓ نے کہا - یُوں کرو، کہ بچّوں کو تو
کسی تدبیر سے سُلا دو اور جب مہمان
دسترخوان پر بیٹھیں، تو تُم اُکسانے کے
بہانے سے چراغ گُل کر دینا اور ایسا
طریق اختیار کرنا کہ مہمان کو یہ معلُوم
ہو کہ گویا ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں -

اُن کی بیوی نے ایسا ہی کیا - اندھیرے میں ابُو طلحہؓ ، اُن کی بیوی اور مہمان کھانے پر بیٹھے - مہمان نے جو کچھ دسترخوان پر تھا - سب کھا لیا اور اِن دونوں میاں بیوی اور اُن کے بچوں نے بھوکے پیٹ رات گزاری - صُبح کو جو ابو طلحہؓ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے ، تو آپؐ نے فرمایا ، کہ خُدائے تعالےٰ ابُو طلحہؓ اور اُس کی بیوی سے بہُت خوش ہُوا - یہ آیت بھی اُنھیں کی شان میں نازِل ہُوئی وَ یُؤثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَ لَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ یعنی یہ ایسے لوگ ہیں ، کہ باوجود حاجت اور تنگی کے دُوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت سے مُقدّم رکھتے ہیں ” ۔

۲- ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا۔ اکثر آدمی بھوک سے مرنے لگے۔ ایک مزدور کا یہ دستور تھا کہ دِن بھر مزدوری کرتا۔ شام کو جو مزدوری مِلتی، اُس کی دو جَو کی روٹیاں مول لے آتا۔ ایک روز راستے میں ایک بھوکے نے سوال کیا کہ لِلّٰہ کچھ دو کہ مَیں بھوک کی شدّت سے جاں بلب ہُوں۔ مزدور نے سوچا کہ کُل دو روٹیاں ہَیں۔ اگر ایک اُسے دُوں اور ایک مَیں کھاؤں، تو نہ اُس کا بھلا ہوگا نہ میرا پیٹ بھریگا اور اگر نہ دُوں، تو اندیشہ ہے کہ کہیں بھوک سے مر نہ جائے اور اِس کا وبال میرے اعمالنامے میں لِکھا جائے۔ یہ سوچ کر وُہ دونوں روٹیاں اُس سائل کو دے آیا اور

آپ آکر بھوکا سو رہا۔ رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہے، کہ ایک فرشتہ آسمان سے اُترا اور کہا۔ اے رحمدل کچھ حاجت ہے، تو بیان کر۔ کیونکہ رحمتِ الٰہی اہلِ حاجت کی حاجت روا کرنے کی منتظر ہے۔ کہا مغفرت درکار ہے۔ کہا مغفرت تیری ہو چکی اور کچھ مانگ۔ کہا قحط دُور ہو۔ کہ سارا جہان مرا جاتا ہے۔ پھر صُبح کے وقت غیب سے آواز آئی، کہ گرانی غلّے کی گئی اور ارزانی آئی۔

۳۔ ایک مرتبہ عبدُاللّٰہؓ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے کھیت پر تشریف لے گئے۔ اُن کے کھیت کے قریب کسی اور شخص کا کھیت تھا۔ جس کو ایک حبشی غلام جوتتا تھا۔ قریب دوپہر

کے ایک لڑکا دو روٹیاں لایا۔ حبشی نے فارغ ہو کر چاہا، کہ کھائے۔ اتنے میں ایک بھوکا کُتا آیا۔ حبشی نے ایک روٹی اُس کو ڈال دی۔ وہ جلدی سے کھا کر پھر دُم ہلانے اور عاجزی کرنے لگا۔ اُس نے دُوسری روٹی بھی ڈال دی۔ آپ ویسا ہی بھوکا رہ گیا۔ حضرت عبدُاللہ بن جعفرؓ نے اُس حبشی کو بُلا کر کہا، کہ تیری خوراک اُسی قدر مقرر تھی، اتنی تُو نے کُتے کو کھلا دی۔ اب تُو کیا کھائیگا؟ اُس نے جواب دیا کہ خود صبر کرنا اور روزہ رکھنا بھوکے کے مایوس پھر جانے سے بہتر ہے۔ حضرت عبداللہؓ یہ سُن کر بہت متعجب ہوئے۔ اِس حبشی اور کھیت کو خرید لیا۔ ایک لونڈی اُن

کے پاس تھی۔ دونوں کو آزاد کر کے نکاح کر دیا اور دو سو اشرفیاں مع اس کھیت کے جہیز دیا۔

خُلفائے راشدینؓ

ہمارے رسولؐ حضرت محمّد صلّی اللہ علیہِ وَسلّم دین و دُنیا کے بادشاہ تھے۔ اُن کے بعد حضرت ابُوبکر صِدّیق رَضِی اللہُ تعالیٰ عَنہُ، اُن کے بعد حضرت عُمر فاروق رَضِی اللہُ تعالیٰ عَنہُ، اُن کے بعد حضرت عُثمان رَضِی اللہُ تعالیٰ عَنہُ، اُن کے بعد حضرت علی رَضِی اللہُ تعالیٰ عَنہُ یکے بعد دیگرے ایک دُوسرے کے جانشین اور مُسلمانوں کے دینی و دُنیوی بادشاہ ہُوئے۔

اِن چاروں بزرگوں کو خلفائے راشدین کہتے ہیں۔ انھوں نے دینِ اسلام کے مضبوط کرنے اور دنیا میں پھیلانے اور دین کی حفاظت کرنے میں بڑی کوشش کی۔ حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد مسلمانوں پر انھیں خلفائے راشدین کا سب سے بڑا احسان ہے۔ اُن کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے بڑے پیارے اور نیک بندے تھے۔ ہم اس وقت تم کو ان کا بہت ہی مختصر سا حال سناتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رض - آپ کا اسم مبارک عبد اللہ بن ابی قحافہ ہے۔ آپ آٹھویں پشت میں حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جا ملتے ہیں۔ آپ کا لقب صدیق

ہے۔ آپ سے کبھی کسی حالت میں غُصّہ اَور ترشرُوئی نہیں دیکھی گئی۔ جب حضرت رسُولِؐ خُدا نے مکّے سے مدینہ مُنوّرہ کی طرف ہجرت فرمائی، تو آپ آنحضرتؐ کے رفیقِ سفر رہے۔ اِس سفر میں آنحضرتؐ کو ایک غار میں قیام کرنا پڑا۔ اُس وقت بھی آپ آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی، تو تمام صحابہؓ اِس صدمے سے سخت پریشان ہوئے اَور مارے رنج و غم کے کسی کو یہ ہوش نہ تھا، کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ اُس وقت حضرت اَبُو بکر صدّیقؓ ہی ایک ایسے بُزرگ تھے کہ آپ نے سب کو سمجھایا اَور اُن کو بتایا کہ اب دینِ اِسلام کی خدمت کرنا ہمارا کام ہے۔ آپ کے سمجھانے اور

تسکین دینے سے سب کو تسکین حاصل ہوئی - آپ تمام صحابہؓ میں سب سے زیادہ عالم، سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ مُستقل مزاج تھے۔ حضرت ابُوبکر صدّیقؓ سے آنحضرتؐ اکثر کاموں میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دینی کاموں کے لئے روپے کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت رسُولِ خدا صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ نے صحابۂ کرامؓ کو چندے کی ترغیب دی صحابیؓ یہ سُنتے ہی اپنے اپنے گھروں میں گئے اور حسبِ حیثیت لا کر روپے، اشرفی، غلّے لباس وغیرہ کا ڈھیر لگا دیا۔ حضرت ابُوبکر صدیقؓ جب اپنے گھر پہنچے، تو گھر میں جو کچھ بھی نقد اور سامان وغیرہ تھا،

سب کا سب ہی لے آئے۔ یہاں تک
کہ جسم کے کپڑوں کے سوا، جو پہنے ہوئے
تھے، باقی ایک سوئی تک بھی گھر میں
نہ چھوڑی۔ آپ نے بہت سے غلاموں
کو خرید کر آزاد کیا۔ حضرت بلالؓ
کو بھی آپ ہی نے خرید کر آزاد کیا تھا۔
رسولِ خدا کے بعد تمام صحابہؓ نے مل کر
حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنا پیشوا اور
رسولِ خدا کا جانشین تسلیم کیا۔ آپ
نے دو سال سات مہینے خلافت کی۔ آپ
کی عمر ۶۳ سال کی ہوئی۔ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی صاحبزادی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی
تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ حضرت
ابوبکر صدیقؓ کا مرضِ موت اس طرح شروع

ہُوا، کہ ۷۔ جمادی الاُخریٰ پیر کے روز آپ نے غُسل کیا۔ اُس روز چُونکہ ٹھنڈک تھی۔ آپ کو بُخار ہو گیا۔ پندرہ روز تک آپؓ نماز کے لیئے بھی نہ نکل سکے۔ آخر ۲۲ جُمادی الاُخریٰ سہ شنبے کی رات کو آپ نے اِنتقال فرمایا۔ وفات سے پہلے آپ وصیت کر گئے تھے کہ میرے بعد حضرتِ عُمرِ فارُوق رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ خلیفہ ہونگے۔ چُنانچہ آپؓ کے بعد حضرتِ عُمرِ فاروقؓ مُسلمانوں کے خلیفہ ہُوے۔

حضرتِ عُمرِ فارُوق رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہُ

آپ اشرافِ قریش میں سے ہیں آپ بڑے بہادر، عقلمند، مُدبِّر اور پہلوان تھے۔ آپ انتالیس مرد اور ۲۳ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔ مُسلمان ہونے کے وقت

آپ کی عمر ۲۷ سال کی تھی۔ مسلمان ہونے سے پیشتر آپ مسلمانوں کی سخت مخالفت کرتے اور دشمنانِ دین یعنی کفارِ مکّہ کے بڑے سردار سمجھے جاتے تھے۔ آپ کے اسلام لانے کی حکایت بڑی دلچسپ ہے۔ حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ تلوار لٹکائے ہوئے اپنے مکان سے نکلے۔ راستے میں آپ کو بنی زہرہ میں سے ایک شخص ملا۔ اُس نے پوچھا کہ عمرؓ! کہاں کا ارادہ ہے؟ اُنھوں نے کہا، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جاتا ہوں۔ اُس شخص نے کہا کہ اگر ایسا کروگے، تو بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کہاں بھاگ کر جاؤ گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے، کہ

تُو بھی بیدین ہو گیا ہے۔ اُس نے کہا، کہ میں تمھیں اِس سے بھی زیادہ عجیب بات سُناتا ہوں کہ تمھارے بہنوئی اور بہن دونوں مُسلمان ہو گئے ہیں۔ حضرتِ عُمرؓ یہ سُنتے ہی سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ وہاں آنحضرتؐ کے ایک صحابی حضرت خبابؓ بھی موجود تھے۔ وہ حضرت عُمرؓ کی آواز سُنتے ہی مکان کے کِسی گوشے میں چھپ رہے۔ یہ سب سُورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ حضرتِ عُمر نے آتے ہی پُوچھا۔ یہ پڑھنے کی آواز کیسی تھی اور تُم کیا پڑھ رہے تھے؟ آپ کی بہنؓ اور بہنوئیؓ نے کہا کہ کچھ نہیں ہم تو آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ حضرتِ عُمرؓ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے، کہ تُم دونوں بیدین

ہوگئے ہو۔ آپ کے بہنوئی نے کہا، کہ جب تمھارا دینِ حق ہی نہ ہو، تو کیا کریں۔ حضرتِ عمرؓ یہ سُنتے ہی بہنوئیؓ کو مارنے لگے۔ آپ کی بہن چھڑانے کے لئے اُٹھیں۔ اُن کو بھی زور سے دھکّا دِیا۔ اِس کشتم کشتا میں آپؓ کی بہنؓ کے ایسی چوٹ لگی کہ اُن کا چہرہ زخمی ہو گیا اور خُون بہنے لگا۔ اُن کی بہن نے غُصّے میں آکر کہا کہ ہاں! تیرا دِین حق نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہُوں کہ سوائے اللہ کے کوئی خُدا نہیں اور حضرتِ مُحمّد صلّی اللہُ علیہ وَسلّم اُس کے بندے اور رسُولؐ ہیں۔ یہ سُن کر حضرتِ عُمرؓ نے کہا اچھا لاؤ۔ وہ کتاب مجھ کو دِکھاؤ، جو

تمہارے پاس ہے۔ میں بھی تو پڑھ کر دیکھوں۔ آپ کی بہنؓ نے کہا کہ قرآن شریف کو تو پاک ہی لوگ چھو سکتے ہیں۔ اگر تمہیں پڑھنا ہے، تو پہلے غسل کر لو۔ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور پھر وہ کتاب لے کر پڑھی۔ اس میں سورہِ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ اس کو پڑھتے ہی حضرت عمرؓ نے کہا، کہ مجھے بتاؤ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ یہ سنتے ہی حضرت خبابؓ نکل آئے اور کہا کہ عمرؓ! میں تم کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ آنحضرت نے تمہارے مسلمان ہونے کے لئے دعا کی تھی۔ وہ دعا قبول ہوگئی۔ حضرت عمرؓ وہاں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے۔

جِس مکان میں اُس وقت آنحضرت^ص تشرِیف رکھتے تھے۔ اُس کے دروازے پر حضرت حمزہ^رض اور طلحہ^رض اور دُوسرے صحابی^رض بیٹھے تھے۔ حضرت حمزہ^رض نے کہا، کہ عُمر^رض آ رہے ہیں۔ اگر اُن کا اِرادہ نیک ہے، تو میرے ہاتھ سے بچ جائینگے۔ ورنہ اُن کا قتل کرنا مجھے آسان ہے۔ اِس عرصے میں آنحضرت^ص پر وحی نازِل ہو چکی تھی۔ آپ^ص نے نکل کر حضرتِ عُمر^رض کا دامن اور تلوار پکڑی اور فرمایا کہ عُمر^رض! کیا جبتک تمہیں خدا کی طرف سے کوئی سزا نہیں ملے گی - اس کے مقابلے میں تلوار اُٹھائے رکھو گے۔ حضرت عُمر^رض نے اُسی وقت کلمۂ شہادت پڑھا اور مُسلمان ہو گئے۔ حضرت حمزہ^رض آپ^ص سے تین دن پہلے مُسلمان ہوئے تھے۔ حضرت عُمر^رض کے

مُسلمان ہونے سے مُسلمانوں کے دِل شیر ہو گئے اور مکّے میں لوگ علانیہ اپنا مُسلمان ہونا ظاہر کرنے لگے۔ حضرت عُمرؓ ہر ایک جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ رہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے، کہ عُمرؓ جنتی لوگوں کے چراغ ہیں۔ حضرت عُمرؓ نے تقریباً دس برس تک خلافت کی۔ آپ کے زمانے میں شام، ایران، رُوم اور مصر وغیرہ بہت سے مُلک فتح ہوئے اور اِسلام دُور دُور تک پھیل گیا۔ آپ نے مُسلمانوں پر ایسی اچھی حکومت کی، کہ آج تک ساری دُنیا آپ کی تعریف کرتی ہے۔ آپ ایسی سادہ زندگی بسر کرتے تھے کہ خلافت کے زمانے میں کئی کئی پیوند آپ کے کُرتے

میں لگے ہوتے تھے۔ آپ کو ایک مجوسی غلام نے نماز پڑھتے ہوئے دھوکے سے زخمی کیا اور آپؓ شہید ہو گئے۔ آپؓ کے بعد مسلمانوں نے حضرتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ

آپ اُن بزرگ صحابیوں میں سے ہیں، جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ آپ حضرتِ ابوبکر صدیقؓ کی ترغیب سے مسلمان ہوئے اور مسلمان ہو کر دینِ اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں۔ آپ بڑے مالدار اور امیر آدمی تھے۔ آپ نے ساری دولت دین ہی کے کاموں میں خرچ کی۔ آپ کے مال و دولت سے مسلمانوں کو بڑی بڑی سخت

ضرورتوں کے وقت بہت مدد ملی۔ آپ کے مزاج میں شرم و حیا کا مادّہ بہت تھا۔ آپؓ اپنے رشتے داروں سے ہمیشہ نیک اور فیاضانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ آپ آنحضرت صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلّمَ کے داماد تھے۔ اوّل ایک صاحبزادیؓ سے آپ کی شادی ہوئی۔ جب وُہ فوت ہوگئیں، تو آنحضرتؐ کی دُوسری صاحبزادیؓ سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کے سِوا دُنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں گزرا، جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں۔ حضرتِ عُثمانؓ کی والِدہ آنحضرت صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلّمَ کی پھُوپھی زاد بہن تھیں۔ اِس لئے آپ آنحضرتؐ کے بھانجے بھی تھے۔ آپؓ مِیانہ قد، چیچک رُو اور

خوبصورت شخص تھے۔ حضرت عمرؓ فاروق نے اپنی وفات سے پہلے وصیت کی تھی، کہ میرے بعد عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ، عثمان غنیؓ، علیؓ، سعدؓ، زبیرؓ، طلحہؓ ان چھ صحابیوںؓ میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے علیحدہ جا کر پوچھا، کہ اگر میں آپؓ سے بیعت نہ کروں، تو آپؓ مجھے کس کی بیعت کرنے کے لئے رائے دیتے ہیں؟ آپؓ نے کہا، کہ علیؓ کی۔ پھر میں نے حضرت علیؓ سے یہی سوال تنہائی میں کیا، تو انھوں نے حضرت عثمانؓ کا نام لیا۔ پھر میں نے زبیرؓ سے پوچھا، تو انھوں نے کہا۔ علیؓ یا عثمانؓ سے بیعت

کرو - پھر سعدؓ کو بُلا کر اُن سے بھی یہی سوال کیا اور کہا کہ تُم جانتے ہو، کہ میرا یا تُمھارا تو کوئی اِرادہ خِلافت کا نہیں ہے - اُنھوں نے بھی حضرت عُثمانؓ ہی کا نام لیا - پھر اَور لوگوں سے بھی پُوچھا، تو اُن کی کثرتِ رائے حضرت عُثمانؓ ہی کی طرف تھی ❖

حضرت عُثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے بارہ سال خلافت کی - آپؓ کے عہدِ خلافت میں افغانستان، تُرکِستان اَور افریقہ کے شمالی مُلکوں میں اِسلام پھیلا - آپ بڑے رحم دل اَور مُسلمانوں کو کشت و خُون سے باز رکھنے کا خیال رکھتے تھے - ایک مرتبہ مصر سے لوگ شِکایت لیکر مدینۂ منوّرہ میں آئے - آپ کے میر مُنشی مروان سے بعض

ایسی غلطیاں سرزد ہوئیں کہ مدینے میں بعض لوگوں کو شکایات پیدا ہوئیں - یہ مصری لوگ بھی اُن کی ہاں میں ہاں ملانے لگے - آپ نے کچھ تو اپنی رحم دلی کے سبب اور کچھ رشتہ داری کا خیال کر کے مروان کو سزا دینے میں تامّل کیا - اِس پر مدینے کے گلی کوچوں میں لوگ علانیہ آپ کی شکایت کرنے لگے - مصری لوگوں میں سے دو شخص موقع پا کر اور دیوار کود کر گھر میں گھس گئے - اُس وقت آپ قرآن شریف پڑھ رہے تھے - ظالموں نے اُسی حالت میں آپ کو شہید کر دیا اور بھاگ گئے ؂

عبداللہ رضؓ رومی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ رات کو خود اُٹھ کر وضو کا سامان

کیا کرتے تھے۔ کسی نے آپ سے کہا، کہ آپ خدمتگار کو کیوں نہیں پکار لیا کرتے؟ آپؓ نے فرمایا کہ آخر اُن کے لیٹے بھی رات آرام کرنے کو بنائی گئی ہے۔

آپ کے بعد حضرت علی کرّم اللہُ وجہہٗ خلیفہ تسلیم کیے گئے آپ نے تقریباً پانچ سال تک خلافت کے فرائض انجام دیئے۔

حضرت علی کرّم اللہُ وجہہٗ۔ آپ آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے۔ آنحضرتؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی شادی آپ کے ساتھ ہوئی تھی۔ آپ تقریباً نو سال کی عُمر میں مسلمان ہوئے۔ آپ سب سے پہلے لڑکے تھے، جو حضرتؐ پر ایمان لائے۔ آپ نے کبھی بُت پرستی نہیں کی۔ آپ بڑے بہادر اور اعلےٰ درجے کے واعظ

تھے۔ حضرت اِمام حسنؓ اور حضرت اِمام حُسینؓ آپ کے صاحبزادے تھے۔ جن کی اولاد سیّد کہلاتی ہے۔ حضرت علیؓ تمام سادات کے بڑے باپ تھے۔ آپ کی خلافت کا زمانہ تقریباً پانچ برس رہا۔ آپ کو ایک شخص عبدالرحمٰن ابنِ مُلجم نامی نے جبکہ آپ نمازِ فجر کے واسطے مسجد کو جا رہے تھے، دھوکے سے تلوار کا وار کر کے سخت مجروح کِیا۔ اگلے روز آپ نے وفات پائی۔ آپ کی شہادت کے بعد ابنِ مُلجم شقی کو آپ کے قصاص میں قتل کِیا گیا۔ آپ بہت بڑے عالِم اور قرآنِ کریم کو سب سے زیادہ سمجھنے والے سمجھے جاتے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے دریافت کِیا کہ آپ نے ایک خطبے میں کہا تھا کہ الٰہی! ہم کو ویسی ہی

عقل اَور سمجھ عطا فرما، جیسی تُو نے خُلفائے راشدینؓ کو عطا فرمائی تھی - آپ کے نزدیک خُلفائے راشدین کون تھے؟ یہ سُنکر آپ کی آنکھوں میں آنسُو بھر آئے اَور فرمانے لگے - کہ وُہ میرے دوست ابُوبکرؓ و عُمرؓ ہیں - دونوں ہدایت کے اِمام اَور اِسلام کے پیشوا تھے - قُریش نے بعد رسُولؐ اللہ کے اِن دونوں کی پیروی کی اَور جن لوگوں نے اُن کی پیروی کی، اُنھوں نے نجات پائی اَور جو اُن کے طریقے پر چلے، وُہ ہدایت پا گئے - جو اُن کے راستے پر پڑ گئے، وُہی گروہِ خُدا ہیں *

رِوایت ہے، کہ دو آدمی بیٹھے کھانا کھا رہے تھے - ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اَور دُوسرے کے پاس تین - اِتنے

میں ایک اَور آدمی آیا - اُن دونوں نے اُسے
بھی کھانے کو بٹھا لیا - جب وُہ کھا کر
چلنے لگا، تو اُس نے آٹھ دِرم اُن کو
دِیے اَور کہا کہ جو کُچھ مَیں نے کھایا
ہے، یہ اُس کے عِوض میں سمجھو - وُہ تو
چلا گیا - مگر اُن دونوں میں جھگڑا شُروع
ہو گیا - پانچ روٹیوں والے نے کہا - کہ
میں پانچ درم لُونگا اَور تجھے تین مِلینگے -
تین روٹیوں والے نے کہا - کہ مَیں نِصف
سے کم پر راضی نہ ہُونگا - اِس جھگڑے نے
یہاں تک طُول کھینچا - کہ وُہ دونوں حضرت
علیؓ کی خِدمت میں پہنچے - آپ نے اُن
کا قِصّہ سُنکر تین روٹیوں والے سے کہا -
کہ تیری روٹیاں کم تِھیں - بہتر ہے کہ تُو
تین درم پر راضی ہو جا - اُس نے کہا

تا وقتیکہ میری حق رسی نہ ہوگی، مَیں راضی نہیں ہو سکتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ اِس صُورت میں تیرے حِصّے میں صِرف ایک دِرم آتا ہے اور دُوسرے کے حِصّے میں سات۔ اُس نے کہا۔ سُبحان اللہ! آپ عجیب انصاف کر رہے ہیں۔ ذرا مجھے سمجھا تو دیجئے۔ کہ میرے حِصّے میں صِرف ایک ہی دِرم کیسے آتا ہے؟ آپ نے فرمایا اچھا سُن آٹھ روٹیاں تھیں اور تُم تین آدمی تھے۔ چُونکہ یہ مُساوی طور پر تقسیم نہیں ہو سکتیں، اِس لئے ۸ کو ۳ میں ضرب دے دو۔ اِس حِساب سے اُن آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہوئے۔ اب یہ معلوم نہیں ہو سکتا، کہ کس نے کم روٹیاں کھائیں اور

کس نے زیادہ - اِس لئے یہی فرض کرنا پڑیگا - کہ سب نے برابر کھایا ہیں - یعنی تُو نے اپنی تین روٹیوں کے ۹ ٹکڑوں میں سے آٹھ کھائے اور ایک باقی رہا اور پانچ روٹیوں والے نے اپنے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ کھائے - سات باقی رہے - پس معلوم ہوا کہ اُس تیسرے شخص نے تیرا ایک ٹکڑا اور تیرے ساتھی کے سات ٹکڑے کھائے - پس ظاہر ہے کہ تجھ کو ایک درم مِلنا چاہئے اور تیرے ساتھی کو سات - اُس شخص نے کہا - کہ اب میں سمجھ گیا اور راضی ہو گیا *

(تاریخ الخلفاء امام سیوطی)

سواری اور باربرداری کے جانور

۱- ہاتھی ڈیل ڈول میں سب جانوروں سے بڑا ہے۔ اِس کا بدن بہت موٹا اور آنکھیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ چھاج کی طرح دو بڑے بڑے کان ہوتے ہیں۔ پاؤں گویا عمارت کے دو ستون ہیں۔ گردن بہت چھوٹی اور موٹی ہوتی ہے۔ گردن ایسی نہ ہوتی، تو اِتنے بڑے سر کا بوجھ کیسے سنبھل سکتا۔ ہاتھی کی سونڈ ایک عجیب و غریب چیز ہے۔ یہی اُس کی ناک ہے۔ اِسی سے وُہ ہاتھ کا کام بھی لیتا ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کو زمین پر سے اُٹھا لیتا ہے۔ ہاتھی اپنی

سُونڈ کے ذریعے بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اُکھیڑ لیتا اور موٹی موٹی شاخوں کو توڑ ڈالتا ہے - ہاتھی نہانے کا بڑا شائِق ہوتا ہے - سُونڈ سے اپنے اُوپر پانی ڈالتا ہے اور سُونڈ ہی کے ذریعے پانی پیتا ہے - جنگلی ہاتھی وحشی ہوتا ہے لیکن جب اُس کو پالتے ہیں، تو وُہ بہت سیدھا اور وفادار بن جاتا ہے - اپنے مہاوت کا کہنا خوب مانتا ہے - پہلے زمانے میں بادشاہ اور امیر لوگ ہاتھی پر سوار ہوتے تھے - اب تو اکثر بوجھ لاد کر ایک جگہ سے دُوسری جگہ لے جاتے ہیں - ہاتھی تقریباً سَو برس تک جیتا ہے *

۲ - اُونٹ ایک عجیب جانور ہے -

جس نے کبھی نہیں دیکھا، وہ دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے اونٹ کو دیکھ کر کہا کرتے ہیں۔ کہ

"اونٹ رے اونٹ پانی پینے گردن ٹوٹ"

اونٹ بڑے کام کا جانور ہے۔ دھوپ اور گرمی کو بہت برداشت کر سکتا اور بہت دیر تک پیاسا رہ سکتا ہے۔ سفر میں کئی کئی دن تک پانی نہیں پیتا۔ اس کے پیٹ میں پانی کا ایک الگ ذخیرہ ہوتا ہے۔ سفر میں جب پانی نہیں ملتا، تو وہ اپنے شکم کے اس پانی سے اپنی پیاس بجھا لیا کرتا ہے۔ اونٹ کو خشکی کا جہاز بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ ریگستان کا سفر ریگستان کی تجارت اور باربرداری کا کام

اِسی جانور سے پُورا ہو سکتا ہے۔ عرب کے لوگ اُونٹ کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ اُس کی تعریف میں گیت گاتے ہیں۔ اُس کے دُودھ کو پیتے۔ اُس کے بالوں سے کپڑے، کھال سے خیمے، زین، ڈھالیں اور جُوتے بناتے ہیں۔ ہندوستان میں راجپوتانے کے اُونٹ بہت اچھے ہوتے ہیں۔ اُونٹنی کو سانڈنی کہتے ہیں۔ وُہ بہت چالاک اور مضبُوط ہوتی ہے۔ گھوڑا لگام کے اِشارے پر چلتا ہے۔ اُونٹ کو نکیل کے ذریعے جِدھر چاہو، چلا لو۔ بار برداری کے لِئے اُونٹ سب سے زِیادہ کام آتا ہے۔ جہاں ریل نہیں ہوتی، وہاں سیکڑوں من مال اُونٹوں پر لاد کر ایک جگہ سے دُوسری جگہ لے جاتے ہیں۔

بعض اُونٹ تقریباً چھ من بوجھ اُٹھا کر منزِل پر پہنچا دیتے ہیں۔ یہ جانور آٹھ سے گیارہ فٹ تک اُونچا ہوتا ہے۔ اِس کی گردن بہت لمبی ہوتی ہے ۔

۳۔ گھوڑا بہت مضبوط، خوبصورت اور شاندار جانور ہے۔ عربی گھوڑے ساری دُنیا کے گھوڑوں سے اچھے ہوتے ہیں۔ عرب کے لوگ جب گھوڑے پر سوار ہوکر چلتے ہیں، تو اُس کو ہرگز نہیں مارتے۔ صرف آواز اور لگام کے اِشارے سے اُس کو چلاتے ہیں۔ عرب کے لوگ اپنے گھوڑوں کی بڑی اِحتیاط کرتے اور اُن کو اپنے بچوں کی طرح پرورِش کرتے ہیں۔ گھوڑا اپنے مالِک کو خوب پہچانتا اور وفادار جانوروں میں شُمار کیا جاتا ہے۔ اُس کو

جس طرح سِدھاؤ، سیکھ جاتا ہے۔ گھوڑے یکّوں، ٹانگوں اور بگھیوں میں جوتے جاتے ہیں۔ بعض مُلکوں میں اِنھیں ہل میں بھی جوتتے ہیں۔ گھوڑے کا سُم گائے، بیل اور بکری کی طرح بِیچ میں سے چِرا ہُوا یعنی دو ٹکڑے نہیں ہوتا۔ گھوڑے کے سُموں میں نیچے کی طرف لوہے کے نعل جڑ دئے جاتے ہیں۔ تاکہ راستے کے کنکر پتھر اُس کے پاؤں میں چُبھ نہ سکیں ٭

۳۔ بیل بڑا مُفید جانور ہے۔ نر کو بیل اور مادہ کو گائے کہتے ہیں۔ گائے کو صِرف دُودھ کے لئے پالتے ہیں۔ لیکن بھینس گائے سے کئی گُنا زِیادہ دُودھ دیتی ہے۔ بیل زمین جوتنے اور ہل چلانے کے کام زِیادہ آتا ہے۔ اگر بیل نہ ہو، تو

کھیتی کا کام دُشوار ہو جائے - بھاری بوجھ
ایک جگہ سے دُوسری جگہ لے جانے کے
لئے اکثر بیل گاڑیاں اِستعمال کی جاتی ہیں -
بیل گاڑیوں میں آدمی سفر بھی کرتے ہیں -
بہلی ، رتھ اور تانگوں میں بیل جوتے
جاتے ہیں - بیلوں پر گونیں بھی لادی
جاتی ہیں - بعض آدمی گھوڑے کی طرح
بیل پر بھی سوار ہوتے ہیں - توپوں
کے کھینچنے اور ایک جگہ سے دُوسری جگہ
لے جانے میں بھی بیل بڑا کام دیتے
ہیں - ناگوری بیل بہت اچھے سمجھے جاتے
ہیں - بٹیسر میں بیلوں کی خرِید و فروخت
کے لئے ایک بہت بڑا میلہ ہوتا ہے *

دہلی

ملک ہندوستان کا دارالسلطنت شہر دہلی ہے۔ آج کل بھی ہندوستان کا وائسرائے جو گویا ہندوستان کا بادشاہ ہے، دہلی میں رہتا ہے۔ انگریزوں کی حکومت سے پہلے جب مسلمانوں کی حکومت تھی، تب بھی مسلمان بادشاہ دہلی میں رہا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی حکومت سے پہلے ہندوؤں کی سلطنت کے زمانے میں بھی دہلی ہندوستان کی راجدھانی تھی۔ ہندوستان میں کوئی دوسرا شہر ایسا نہیں، جس کے اِرد گِرد اِس قدر زیادہ پرانے زمانے کی عمارتیں اور کھنڈر موجود ہوں، جس قدر دہلی میں موجود ہیں۔ یہ ویران

عمارتیں اور کھنڈر دہلی کے اِرد گرد ۴۵ میل مُربّع رقبے میں پائے جاتے ہیں۔ دہلی کی مشہور عمارتیں حسبِ ذیل ہیں :-

۱- **لال قلعہ** - اِس قلعے کو شاہجہاں بادشاہ نے جمنا کے کنارے سنگِ سُرخ سے بنوایا۔ یہ قلعہ ہندوستان کے مشہور اور مضبوط قلعوں میں شمار ہوتا ہے۔ اِس کے اندر آج کل بھی کئی مشہور اور قابلِ دید عمارتیں بچی کچھی رہ گئی ہیں ۔

۲- **دیوانِ عام** - یہ عمارت لال قلعے کے اندر موجود ہے - اِس میں بادشاہ دربارِ عام کیا کرتے تھے - جہاں ہر خاص و عام جا سکتا تھا۔ سنگِ سُرخ کے ستونوں

پر ایک بہت بڑی اور خوبصورت چھت قائم ہے - شاہی تخت سنگ مرمر کا بنا ہوا دس فٹ بلند چار ستونوں پر قائم کیا گیا ہے - پیچھے کی دیوار میں ایک زینہ ہے جو تخت تک چلا گیا ہے- تخت کے نیچے ایک دروازہ ہے- جس میں ہو کر بادشاہ دربار کو آتے تھے - پتھروں کی پچی کاری اور گلکاری کا کام دیکھنے کے قابل ہے +

۳- دیوانِ خاص - دیوانِ عام سے مشرق کی جانب سو گز کے فاصلے پر دیوانِ خاص ہے - یہاں خاص وزیروں اور امیروں سے سلطنت کے بارے میں صلاح و مشورہ ہوتا تھا - عوام کو یہاں آنے کی اجازت نہ تھی-

اُس کی چھت سنگِ مرمر کے سُتُونوں
پہ قائم ہے۔ یہ بڑی خُوبصُورت عِمارت
ہے۔ اِسی میں سنگِ مرمر کے چبوترے
پہ تختِ طاؤس رکھا جاتا تھا ۔

۴۔ موتی مسجد۔ لال قلعے میں نہایت
قیمتی سنگِ مرمر کی ایک چھوٹی سی
مسجد ہے۔ جس کو عالمگیر بادشاہ نے
بنوایا تھا۔ اِس مسجد کی خُوبصُورتی دیکھنے
سے تعلق رکھتی ہے۔ اِس مسجد میں
شاہی بیگمات نماز پڑھا کرتی تھیں ۔

۵۔ ساون بھادوں۔ یہ عمارت بھی لال
قلعے میں ہے اور دیکھنے کے قابِل
ہے۔ برسات میں بارِش کے وقت
بادشاہ اِس میں آکر بیٹھتے تھے ۔

۶۔ جامع مسجد۔ یہ مسجد شہرِ دہلی کے

اندر ایسی شاندار اور خُوبصورت ہے، کہ ساری دُنیا میں اُس کی شہرت ہے۔ یہ مسجد شاہجہاں بادشاہ کی بنوائی ہُوئی ہے۔ مسجد کے صحن میں ایک حوض بھی ہے۔ اِس مسجد کا طُول دو سو فُٹ اور عرض سوا سو فُٹ ہے۔ دس لاکھ روپے کی لاگت سے یہ مسجد سنہ ۱۶۶۴ء میں بن کر تیّار ہُوئی تھی *

۷۔ **فیروز شاہ کا مینار** ۔ یہ مینار پتّھر کا بنا ہُوا ہے۔ مَوجُودہ شہرِ دہلی کے دروازے کے سامنے فیروز کے کوٹلے میں کھڑا ہے۔ اِس کو دہلی کے بادشاہ فیروز شاہ خلجی نے بنوایا تھا۔ اس کی بلندی ۳۸ فُٹ ۶ اِنچ ہے اِس کے اُوپر ایک سُنہری کلس بھی

تھا۔ جو اب موجود نہیں ہے +

۸- پُرانا قلعہ اور شیرشاہی مسجد۔ یہ قلعہ شہرِ دہلی سے جانبِ جنُوب دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اِس قلعے کو ہمایُوں پادشاہ نے بنوانا شرُوع کیا تھا، مگر شیرشاہ بادشاہ نے اس کو مکمل کیا۔ اِس کے اندر شیرشاہ کی بنوائی ہوئی مسجد نہایت بے نظیر اور قابلِ دید ہے۔ مسجد کے قریب ایک عمارت بطورِ برج سنگِ سُرخ کی بنی ہوئی ہے۔ دہلی کے لوگ اِس عمارت کو شیر منڈل کہتے ہیں۔ ہمایُوں جب دوبارہ ہندُوستان میں آیا، تو اِسی شیر منڈل کے زِینے سے گِر کر فوت ہُوا +

۹- ہمایُوں کا مقبرہ۔ شہرِ دہلی سے ساڑھے

تین میل جنوب کی جانب ہمایوں کا خوبصورت مقبرہ ہے۔ یہ عمارت ہمایوں کی بیوی حاجی بیگم نے پندرہ لاکھ روپے کی لاگت سے بنوائی اور سولہ برس میں بن کر تیار ہوئی۔ یہ مقبرہ سنگِ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اِس کا گُنبد بہُت خوبصورت اور بے نظیر سمجھا جاتا ہے۔

۱۰ مقبرۂ نظامُ الدّین اَولیاؔ۔ حضرت نظامُ الدّین اولیاؔ سنہ ۱۳۰۰ء کے قریب ایک بہُت بڑے ولی گزرے ہیں اِس مقبرے میں اُن کا مزار ہے اُن کے علاوہ بعد میں اور بھی بہُت سی قبریں بن گئی ہیں۔ لوگ دُور دُور سے اِس مقبرے کی زیارت اور مزار پر

فاتحہ پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ اِسی مقبرے میں شاہجہاں کی بیٹی جہاں آرا بیگم کی قبر ہے۔

۱۱۔ **مقبرۂ صفدر جنگ** ۔ یہ مقبرہ دِہلی سے پانچ میل کے فاصلے پر قُطب والی سڑک سے جانبِ مغرب واقع ہے۔ محمّد شاہ بادشاہ کے وزیر صفدر جنگ کا مقبرہ ہے۔

۱۲۔ **قُطب مینار** ۔ اجمیری دروازے سے ۱۱ میل کے فاصلے پر جانبِ جُنوب قُطب مینار واقع ہے۔ اِسی کے قریب پُرانی دِہلی ہے۔ یہ مینار ۲۳۹ فُٹ بلند ہے۔ آج کل اس کی پانچ منزلیں باقی ہیں۔ کسی زمانے میں اس کی سات منزلیں تھیں۔ اِس مینار میں چکّر دار

سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں - سیڑھیوں کی تعداد ۳۷۹ ہے - یہ در اصل ایک بہت بڑی مسجد کا مینار ہے - اس مسجد کے در اور محراب ٹوٹی پھوٹی حالت میں اب تک باقی ہیں - اس مسجد کے قریب ایک ٹھوس آہنی ستون کھڑا ہے - جس کی بلندی ۲۴ فٹ کے قریب ہے - اس لوہے کے ستون کو لوگ پرتھی راج کی کیلی بھی کہتے ہیں *

۱۳- مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش

اس مقبرے کو سلطان شمس الدین التمش کی بیٹی سلطانہ رضیہ بیگم نے بنوایا تھا- اس کے اوپر چھت نہیں ہے - اس مقبرے کی دیواروں کا آثار ۷ فٹ ہے- یہ مقبرہ سنگ مرمر اور سنگِ سرخ کا بنا

ہوا ہے۔ مقبرے کے وسط میں سلطان
کی قبر سنگِ مرمر کی بنی ہوئی ہے ✣

۱۴۔ علاءُ الدّین کا دروازہ ۔ یہ دروازہ
دِلّی کے بادشاہ سُلطان علاءُ الدّین کا بنوایا
ہوا ہے ۔ یہ عمارت سنگِ سُرخ اور
سنگِ مرمر کے نقش و نگار کے سبب
پٹھانوں کی کاریگری کا اعلیٰ نمونہ ہے ✣

۱ دِہلی کے اِردگِرد اِسی قسم کی ہزارہا
عمارتیں موجود ہیں ۔ جن کے دیکھنے سے
زمانے کی ناپائداری انسان کے دِل میں
سما جاتی ہے ۔ یہ شہر قدیم زمانے سے
ہندوستان کا مشہور اور قابِلِ عزّت شہر
چلا آتا ہے ۔ یہاں کا بازار چاندنی چوک
بڑا خوبصورت بازار ہے ۔ اب اِس کی
رونق روز بروز ترقّی پر ہے ✣

آؤ بہنو! کھیلیں کُودیں

آؤ بہنو! آؤ ری سکھیو! کھیلو کُودو بھاگو دَوڑو
طاق پہ سارے کام کو رکھ دو چُھٹّی ہو گئی اب تو ہم کو
آؤ بہنو! کھیلیں کُودیں

اچھی بہن شکیلہ! جاؤ کمرے میں جِس جِس کو پاؤ
ہر اِک کو یہ کہہ کے بُلاؤ آنکھ مچولی کھیلیں آؤ
آؤ بہنو! کھیلیں کُودیں

مِل کر جھولا جھولیں آؤ ہم تُم کو تُم ہم کو جُھلاؤ
گیت کوئی اچھا سا گاؤ راگ خوشی کا اب یہ سُناؤ
آؤ بہنو! کھیلیں کُودیں

جا کر تُم کچھ مٹّی لاؤ اُس سے گھر گُڑیا کا بناؤ
بیٹھی یُوں کیا کرتی ہو آؤ کھیل کا دِن ہے خوشی مناؤ
آؤ بہنو! کھیلیں کُودیں

ننّھا سا چُولھا بھی بناؤ ہنڈیا اُس پر خُوب پکاؤ
خُوش ہو کر سب کھاؤ کھلاؤ دعوت کا سامان منگاؤ

آؤ بہنو! کھیلیں کُودیں

آٹا بھی کچھ گُوندھ کے لاؤ ننّھے ننّھے پیڑے بناؤ
ٹکیاں بھی تم اُن کی پکاؤ پھر سب مِل کے مزے سے کھاؤ

آؤ بہنو! کھیلیں کُودیں

کھالی ہیں اب چیزیں ساری کیا ہی مزے کی تھیں آہا جی
اب تیاری ہو سونے کی کہو کہانی اِک اچھی سی

آؤ بہنو! سُن کر سوئیں

نصاب اردو و اردو دینیات مؤلفہ انجمن حمایت اسلام کی فہرست

نام کتاب	قیمت
کتب اردو سلسلہ قدیم	
اردو کا قاعدہ	۱ر۴ پائی
اردو کی پہلی کتاب	۱ر۸ "
اردو کی دوسری کتاب	۴ر۱۰ "
اردو کی تیسری کتاب	۲ر۷ "
اردو کی چوتھی کتاب	۳ر۸ "
اردو کی پانچویں کتاب حصہ نظم ..	۴۰ر
صرف اردو کا ابتدائی رسالہ ..	۵ر
فرہنگ اردو کی پہلی کتاب ..	۱ر۱ پائی
فرہنگ اردو کی دوسری کتاب	۲ر۷ "
فرہنگ اردو کی تیسری کتاب	۴ر
فرہنگ اردو کی چوتھی کتاب	۱۰ر۱ "
کتب اردو سلسلہ جدید	
اردو کا قاعدہ حصہ اول ..	۶ر۳ پائی
اردو کا قاعدہ حصہ دوم ..	۳/۱ "
اردو کی پہلی کتاب	۳ر۴ "
اردو کی دوسری کتاب	۵ر۲ "
اردو کی تیسری کتاب	۷ر
اردو کی چوتھی کتاب	۲ر۹ "
ابتدائی اردو قواعد حصہ اول و دوم	۵ر۱

نام کتاب	قیمت
کتب اردو (زنانہ)	
اردو کی پہلی کتاب	۲ر۱۱ پائی
اردو کی دوسری کتاب ..	۶ر۸ "
اردو کی تیسری کتاب ..	۵ر۷ "
اردو کی چوتھی کتاب ..	۷ر۹ "
اردو کی پہلی کتاب (قدیم)	۱ر۸ "
کتب دینیات اردو	
دینیات کا پہلا رسالہ ..	۲ر۷ "
دینیات کا دوسرا رسالہ ..	۴ر۳ "
دینیات کا تیسرا رسالہ ..	۵ر۵ "
الامین	۷ر۱۰ "
سیرۃ الزہرا	۸ر
اخلاق محمدی حصہ اول ..	۴ر۶ "
اخلاق محمدی حصہ دوم ..	۶ر
طلوع اسلام حصہ اول	۳ر۱۰ "
طلوع اسلام حصہ دوم	۳ر
طلوع اسلام حصہ سوم	۳ر
طلوع اسلام حصہ چہارم	۳ر۱۰ "

نوٹ ۱:- عربی فارسی و دیگر اسلامی کتب کی مجمل فہرست دوسری کتابوں پر ملاحظہ ہو۔

نوٹ ۲:- مفصل فہرست کتب درخواست کرنے پر بھیج جائے گی۔

فرمائش بھیجنے کا پتہ :- کتب خانہ انجمن حمایت اسلام، لاہور

کتب خانہ انجمن کی ایجنسیاں

پشاور :- مینیجر صاحب سرحد بک ایجنسی [illegible]

کوئٹہ :- مینیجر صاحب مسلم بکڈپو سنڈیمن روڈ

کراچی :- مولوی ثناء اللہ خان صاحب

کشتواڑ (جموں) مینیجر صاحب [illegible] بکڈپو۔

دہلی :- رشیدیہ بک ڈپو جامع مسجد

بنارس :- شیخ حاجی عبد القادر و عبد الحمید صاحبان

کانپور :- حاجی عبد القیوم صاحب تاجر کتب

اناؤ (یو۔پی) مینیجر صاحب [illegible] اینڈ کمپنی

اجمیر :- مولوی محمد ادریس و محمد حنیف صاحبان۔

لہریا سرائے (ضلع دربھنگہ) دارثی کتب خانہ۔

لکھنؤ (یو۔پی) :- ایم خلیل احمد صاحب تاجر کتب

سرسی :- (نارتھ کنارہ) مینیجر صاحب آزاد بکڈپو

کلکتہ :- حاجی عبد القیوم صاحب تاجر کتب

ڈھاکہ :- پراونشل لائبریری کورٹ [illegible] پارک

بڑودہ) ریاست حافظ [illegible] صاحب

اندور :- مینیجر صاحب ہلکر اسٹیٹ بکڈپو۔

ریاست جوناگڈھ (کاٹھیاواڑ) [illegible]

اینڈ کمپنی تاجران کتب دیوان چوک۔

دھوراجی (کاٹھیاواڑ) [illegible]

راجکوٹ (کاٹھیاواڑ) [illegible]

احمد آباد (احاطہ بمبئی) [illegible]

سورت :- مینیجر صاحب ادب بکڈپو [illegible]

بھڑوچ :- ایم غلام احمد صاحب تاجر کتب

بمبئی :- ....

[illegible] (ضلع چھاپان) میسرز فضل برادرس [illegible]

مالیگاؤں (ضلع ناسک) مینیجر صاحب

[illegible] بک ایجنسی [illegible]

پونہ :- [illegible] تاجران کتب

حیدر آباد دکن :- مینیجر صاحب [illegible]

بلگام :- مرزا [illegible] صاحبان [illegible]

دھارواڑ :- مینیجر صاحب [illegible]

مدراس :- مینیجر صاحب [illegible]

مچھلی بندر (علاقہ مدراس) [illegible]

راجکوٹ کاٹھیاواڑ :- [illegible] حامد محمد [illegible]

ہندو پور :- مینیجر صاحب [illegible]

مدورا :- [illegible] مینیجر [illegible]

جبل پور :- [illegible]

حمایت اسلام پریس لاہور میں باہتمام [illegible] سپرنٹنڈنٹ [illegible] کتب خانہ انجمن [illegible]